حلف الفضول

مسلسل لڑائیوں کے باعث ملک بے امنی کی جولاں گاہ بن گیا تھا۔ راستے مخدوش ہوگئے تھے، مسافر لٹتے، غریبوں پر زبردستوں کے بے پناہ ظلم ہوتے تھے اس لیے بعض نیک دل اور شریف انسانوں نے ایک انجمن بنالی تھی جس کے ارکان عہد کرتے تھے کہ:

ا۔ ہم ملک سے بے امنی دور کریں گے۔

ب۔ مسافروں کی حفاظت کرتے رہیں گے۔

ج۔ غریبوں کے لیے ہر ممکن امداد و اعانت بہم پہنچائیں گے۔

د۔ زبردست کو زیردست پر ظلم سے روکیں گے۔ (رحمۃ للعالمین جلد اول ص ۴۶، ۴۷ نیز ''سیرت النبی'' جلد اول ص ۱۷۰۔۱۷۱)

اصل عہد کو ''حلف الفضول'' کہتے تھے۔ اس نام کی دو توجیہیں کی گئی ہیں۔ اول جن بندگان خدا کو سب سے پہلے اس عہد نامے کا خیال ہوا، ان کے ناموں میں لفظ ''فضیلت'' کا مادہ داخل تھا۔ مثلاً فضیل بن حرث، فضیل بن واعہ، مفضل، جو جرہم قطورا کے قبیلے سے تھے۔ دوسری توجیہ یہ بھی کی گئی ہے کہ عربی میں ''حق'' کو ''فضل'' بھی کہتے ہیں جس کی جمع ''فضول'' ہے اس لیے معاہدہ ''حلف الفضول'' کے نام سے مشہور ہوا یعنی ''معاہدہ حقوق'' یا ''معاہدہ حفظ حقوق''

یہ معاہدہ کارگر نہ ہوسکا، غالباً ''حرب فجار'' کے بعد حضورﷺ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب کو اس کے احیاء کا خیال آیا اور اس میں بنو ہاشم، بنو عبدالمطلب، بنو اسد، بنو زہرہ، بنو تمیم شامل تھے۔ حضورﷺ بھی اس کے سرگرم رکن رہے۔ عہد نبوت میں بھی فرمایا کرتے تھے کہ اگر اس معاہدے کے مقابلے میں مجھے سرخ اونٹ بھی دیے جاتے تو کبھی اس سے نہ ہٹتا۔

(رسول رحمت، مولانا ابوالکلام آزادؒ، ص ۷۰)

درس حدیث

محمد اظہر مدنی

عقیقہ: حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں

عن سلمان بن عامر الضبی قال: سمعت رسول الله ﷺ یقول: مع الغلام عقیقة فاهریقوا عنه دما و أمیطوا عنه الأذی، باب اماطة الاذی عن الصبی فی العقیقة، کتاب العقیقة/ صحیح البخاری: ٥٤٧١)

ترجمہ: حضرت سلمان بن عامرضبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لڑکے کے لئے عقیقہ لازمی ہے چنانچہ اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس کی میل کچیل دور کرو۔

تشریح: اولاد آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہوتی ہے۔ ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ اللہ اسے صاحب اولاد بنائے۔ جو دنیا میں اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن سکے اور مرنے کے بعد بہترین صدقہ جاریہ ہو۔ اسی لئے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام نے بھی نیک اولاد کے لئے دعائیں کیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء جس کو اللہ نے قرآن میں ذکر فرمایا کہ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ اے میرے پروردگار! تو مجھے نیک صالح اولاد عطا فرما اور حضرت ذکریا علیہ السلام نے دعا کی قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ. (آل عمران:٣٨)

گویا نیک اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اس پر جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اس کی قدر و قیمت وہی جانتا ہے جس کو اللہ نے یہ نعمت دے کر چھین لیا ہو یا جس کو ہزار کوششوں کے باوجود محروم رکھا ہو، لہٰذا جب آپ کو اللہ تعالیٰ یہ عظیم نعمت عطا فرمائے تو اس پر اللہ کا شکر بجالائیں اور تعلیمات نبوی کے مطابق عمل کر کے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کریں۔ نبی کریم ﷺ نے اولاد کی اس دنیا میں آمد پر چند احکامات بیان فرمائے ہیں اور آنحضرت ﷺ نے حسنؓ و حسینؓ کی پیدائش پر بطور شکرانہ اور حصول تقرب الٰہی کے لئے اس پر عمل کیا ہے اور اسی عمل کو شریعت میں عقیقہ کہا جاتا ہے۔ عربی زبان میں عقیقہ کاٹنے کو کہتے ہیں لیکن شریعت کی اصطلاح میں اس جانور کو عقیقہ کہا جاتا ہے جن کو نومولود کی طرف سے کیا جاتا ہے اور یہ ذبیحہ نومولود کی پیدائش کے ساتویں دن اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے اور اس کی اس عظیم نعمت کی نوازش پر شکر بجالانے کے لئے ہوتا ہے۔ ائمہ اعلام اور فقہاء عظام کے یہاں عقیقہ سنت موکدہ کا درجہ رکھتا ہے۔ لہٰذا ہر بچہ کی جانب سے عقیقہ کرنا چاہیے۔ حضرت حبیبہ بنت میسرہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں جو ایک جیسی ہوں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ کیا جائے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یعق عن الغلام شاتان وعن الجاریة شاة لڑکے کی طرف سے دو برابر کی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری بطور عقیقہ ذبح کی جائے گی۔ قالت عق رسول الله عن الحسن والحسین شاتین ذبحهما فی الیوم السابع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو دو بکریاں ساتویں دن بطور عقیقہ ذبح کی۔ اور سنن ابوداؤد کی ایک حدیث جس کے راوی مشہور صحابی حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ ہیں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض گروی رکھا ہے۔ ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے۔ اس کے سر کو مونڈوایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔ مذکورہ تمام احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ہر مولود کی طرف سے عقیقہ کرنا ضروری ہے۔ بچہ ہے تو دو بکریاں یا دو بھیڑیں اور بچی ہے تو ایک جانور ذبح کرنا کافی ہوگا۔ اور یہ عقیقہ پیدائش کے ساتویں دن ہوگا جیسے اگر بچہ سنیچر کو پیدا ہوا تو جمعہ کے دن اس کا عقیقہ ہونا چاہیے اور بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ پیدائش کا دن شمار نہیں کیا جائے گا واللہ اعلم۔ اگر کوئی ساتویں دن سے پہلے یہ عقیقہ کرتا ہے تو وہ کفایت نہیں کرے گا جیسا کہ امام ابن حزمؒ المحلی میں لکھتے ہیں کہ لا تجزی قبل الیوم السابع اصلا کہ ساتویں دن سے پہلے عقیقہ کفایت ہی نہیں کرے گا۔ البتہ اگر کوئی شخص ساتویں دن عقیقہ نہیں کر پاتا ہے تو اس کے لئے یہ گنجائش ہے کہ وہ چودہویں دن یا اکیسویں دن کرے۔ بہر حال ساتویں دن عقیقہ کرنا سنت ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے اسی لئے اسی دن عقیقہ کرنا چاہیے اور دیگر کام جیسے بال منڈوانا اور نام رکھنا اور مناسب ہو تو ختنہ بھی کرانا چاہیے۔ یاد رہے کہ عقیقہ کے جانور کے احکام و مسائل وہی ہیں جو قربانی کے جانور کے ہیں جیسے کہ جانور تمام عیوب سے پاک ہو اور اس کے گوشت کی تقسیم بھی قربانی کے گوشت کی طرح ہوگی۔ ایک حصہ خود کھائیں ایک حصہ دوست احباب اعزاء واقربا اور ایک حصہ غریبوں مسکینوں کو دیا جانا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم لوگوں کو اس سنت پر عمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے اور اجر عظیم کا مستحق بنائے۔ آمین وصلی اللہ علی محمد ﷺ

مدیر مسئول
اصغرعلی امام مہدی سلفی
مدیر
عبدالقدوس اطہر نقوی
نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی
مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی مولانا شہاب الدین مدنی ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی مولانا طہ سعید خالد مدنی مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
نماز میں صف بندی فضائل، مسائل واحکام	۶
محبت رسول اور اس کے تقاضے	۹
اسلامی پردہ، عورت کی عزت افزائی	۱۱
مومنانہ فراست ہم سے چھین تو نہیں لی گئی ہے	۱۳
گناہوں کی جڑ	۱۸
اسلام کا نظریہ انصاف	۲۰
تلاوت قرآن کے آداب	۲۱
امتحان کی تیاری کے وقت ذہنی تناؤ اور اس کا حل	۲۳
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز	۲۷
جماعتی خبریں	۲۹
ایک اعلیٰ سطحی وفد متعدد صوبوں کے دورے پر	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک
سالانہ ―――― ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ―――― ۷/روپے
پاکستان ―――― ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

ابو مصلح الکریمی

استقامت اور امن وآشتی قائم ودائم رکھیں

میانہ روی واعتدال پسندی بذات خود اصل اصول دین وایمان ہے اور اعمال وکردار میں بھی ہر حال میں مطلوب ومحبوب ہے۔خواہ صحت ہو یا بیماری، فراغت ہو یا مشغولیت ،تونگری ہو یا لاچاری، دوستی ہو یا دشمنی ،عبادات ہوں یا معاملات، سیاسیات ہوں یا اخلاقیات، یسر ہو یا عسر، منشط ہو یا مکرہ غرضیکہ ہر حال اور ہر معاملے میں اعتدال پسندی ضروری ہے۔ افراط وتفریط اور اعجال وامہال ناروا اور ناپسندیدہ امور میں سے ہیں۔لیکن یہی اعمال وکردار اگر بعض ان امور میں سرزد ہوں جو آزمائشوں اور ابتلاء ومحن کے زمانہ میں رونما ہوتے ہیں تو یہ مبغوض اور منحوس ترین بن جاتے ہیں۔اور بہت سارے امتحانات اور فتنوں کا روپ دھار لیتے ہیں۔ یہ آزمائشیں اور چھوٹے بڑے فتنے رونما ہونے ہی نہیں چاہئیں، ان میں سے جو بھی چھوٹے بڑے، ظاہر وباطن، اندرونی وبیرونی ، جانی ومالی ، دینی وایمانی اور دنیاوی فتنے ہوں ان سب سے اللہ جل شانہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔اور اگر یہ فتنے آزمائشی طور پر واقع ہو جائیں جو عموماً نیک بندوں کی آزمائش کے لئے درپیش ہوتے ہیں یا سزا وتنبیہ اور عبرت وموعظت کے طور پر واقع ہوتے ہیں اور جو ہم جیسے گنہگاروں کو چوکنا اور ہوشیار ہونے کے لئے ہوتے ہیں، تب بھی ان کے واقع نہ ہونے کی دعا مانگتے رہنا چاہیے اور توبہ واستغفار اور تضرع وآہ وزاری کے ذریعہ انہیں ٹالنے کی بھرپور کوشش ہوتی رہنی چاہیے اور اگر ان میں سے کوئی بھی واقع ہو جائے یا حسب مراتب ولائق احوال ایک ہی فتنہ فتنہ ابتلاء بھی ہو جائے اور سزا وتنبیہ بھی بن جائے تب بھی صبر واستقامت کی راہ ترک نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی عجلت میں مزید فتنوں کو دعوت دینی چاہیے۔ بلکہ پوری مومنانہ فراست ،حکیمانہ تصرف اور پوری دیانت ومتانت سے حالات کا تجزیہ، دراسہ اور تحقیق کرتے ہوئے قدم آگے بڑھانا چاہیے۔کسی طرح قول وفعل کی عجلت پسندی، غوغائیت ، جوش ،تہور اور طیش وغضب کا شکار نہ ہونا چاہیے۔ یہ شیطان کی اصل چالیں ہیں اور شیاطین الانس والجن کے اصل فارمولے یہیں سے آزمائے جاتے ہیں۔ بڑے

بڑے مصائب ومشکلات جو درپیش ہوتے ہیں، ان میں اصل کامیابی اور سرخروئی کاراز پوری استقامت اورثبات قدمی میں مضمر ہوتا ہے اوران میں ناکامی وبربادی کی وجہ بھی ان میں عجلت پسندی،افراتفری،ہلڑبازی،بے ترتیبی، بے راہروی ، انانیت، شورش اور بے جاسرفروشی ،حسدورقابت ،جذباتیت اورانتقامی اقدامات ہوتے ہیں۔ایسے مواقع پراگرقوم وملت میں ایسے عناصر داخل ہوجائیں جومنافق یاحاسدہوں،یابےشعوروبدباطن ہوں،یاموقع پرست اورطالع آزماہوں اورعلم وقلم کےشہسوار کہلانے کے لئے موقع کے متلاشی ہوں توفتنوں کے دروازے واہوجاتے ہیں اورکسی کہہ ومہہ کی عزت ومنزلت باقی نہیں رہتی ہے اورقوم آپس میں الجھنےلگتی ہے۔اگر یہ کسی قوم، جماعت، خاندان اورملک وملت میں داخل ہوجائے تواس سے بڑانقصان،اس سے بڑی مصیبت اوراس سے بڑا فتنہ کوئی اور ہوہی نہیں سکتا۔قوم کی بدنصیبی ،زوال وانحطاط اورذلت ونکبت کوکوئی روک ہی نہیں سکتا۔اگراس طرح کے ہاتھ قرطاس وقلم کی طرف بڑھ جائیں اوراس اطلاعاتی اورمیڈیائی خصوصا مواصلاتی عہداورسوشل میڈیا کے دور میں جبکہ ہرشاخ پہ الوبیٹھا ہوتو پھرانجام گلستاں کیا ہوگا؟ خیر القرون میں بعض چھوٹی باتیں کبھی کسی کے منہ سے نکل جاتیں اورکوئی لائق تحقیق اورقابل ذکر بات کبھی کسی کی زبان پرآجاتی اور وہ ڈرتے ڈرتے کہہ جاتا توفوراٹوک دیا جاتااورتنبیہ وترشید ہوتی کہ تم نے جو یہاں منہ کھول دیا ہے مناسب نہیں ہے کہ ایسے مسئلہ میں حضرات خلفاء راشدینؓ کے زمانہ میں اصحاب حل وعقد،عشرہ مبشرہ اوراصحاب شوریٰ کوجمع کرلیا جاتا۔مگرآج کا حال یہ ہے کہ حدثاء الاسنان اورسفہاء الاحلام کا کام ہی یہی رہ گیا ہے کہ ہربات میں ٹویٹ کریں اورواٹس ایپ پر فتنے کا ہرباب کھولیں۔خوارج تک کی اصول پسندی، دین پسندی، دین وایمان اورشریعت پرمرمٹنے کی خواہش اورجوش اورحقیقی جذبہ بھی ان کے اندر چنداں نہیں ہے۔نہ وہ اخلاص ہے جوخوارج کے اندرتھا۔بلکہ یہاں توریا ونمود، اپنے آپ کوناقدومصلح اوراظہار ذات کے علاوہ ہم چنیں دیگرے نیست،خودپسندی،انانیت اوردنیاداری بنام خودداری کے ساتھ حسدوبغض اورطرفداری وجانبداری جیسے ام الخبائث بدرجہ اتم موجود ہیں تو پھر ملک وملت کا کیاحال ہوگا؟اس میں بعضے ایسے ہیں جوجب بھی اندررہ کرمخلصانہ لہجے میں یاباہررہ کر باغیانہ حالت میں قوم وجماعت کے لئے اصول پسندی، ہمدردی اور جانثاری وفداکاری، طاعت وفرمابرداری، ڈسپلین اورنظم وضبط کی بات کرتے ہیں توکمل طورپراپنے آپ کو پیدائشی وفطری طورپراس اصول اورنظم سے مستثنیٰ مانتے ہیں اوراگران کےقلم سےقرآن وحدیث اورسلف صالح کے منہج وعقیدہ کی بات نکل گئی تواب وہ معصوم بھی ہوگئے اورمکلّف بھی نہ رہے۔کیونکہ وہ اس خامہ فرسائی کے ذریعہ فرض دین وایمان اورسلفیت اداکرکے مادرپدرآزاد ہوگئے۔یقین جانئے صوفیاکےبعض غلاۃ نےتوجہل وشطحات کی وجہ سے اپنے آپ کوکسی درجے میں غیرمکلّف تصور کرلیاتھامگر بہت سے ٹوکنے اورسمجھانے کے بعدتائب ونادم بھی ہوئے یاکم ازکم قائل ہوئے، فاعل ہی بھلے نہ ہوئے ہوں اوران کے مریدین بھی کہیں نہ کہیں تسلیم کرلیتے ہیں کہ وہ معصوم نہیں ہیں مگر یہاں کاباوا آدم ہی نرالا ہےاور یہاں سب باون گزے ہیں۔اس سلسلہ میں ان کوکوئی توجہ ہی دلادے تو ناقابل معافی جرم کا مرتکب ہوجاتا ہے۔انانیت، خودسری اورغروروشرورکا یہ پتلا بن جاتا ہےاور’’ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ ‘‘ (البقرہ:۲۰۶)’’تکبراورغروراسے گناہ پرابھارتا ہے۔‘‘ کاعملی نمونہ پیش کرنے لگتا ہے۔یہ کون سی سلفیت کی علمبرداری اوردین وایمان اور جماعت وملت کی خیرخواہی ہے اورکون سانصح واخلاص ہےجس میں یہ باولے دبلے ہوتے چلے جارہے ہیں اور ذرہ برابرایک لمحے کے لئے اپنے قول وکرداراورنفس ونیت کا جائزہ اورخبرنہیں لیتے۔وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا(الکہف:۱۰۴)’’ اوروہ اسی گمان میں رہ رہے ہیں کہ وہ بہت اچھے کام کررہے ہیں‘‘۔اے کاش کہ میرے یہ بھائی ایک لمحہ کے لئے تنہائی میں غورکرتے تودنیا وآخرت میں بہت سی مصیبتوں سے خودبچ جاتے اور دنیا اورجمعیت وجماعت کوبھی بہت سے جنجال سےنجات مل جاتی۔والا مر بيد الله واليه المشتكى وهو المستعان وعليه التكلان.

امت میں سب سے ممتاز ومکرم جماعت صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ہے۔ان کے درمیان جومعاملات پیش آئے وہ مشاجرات صحابہ کے نام سے جانے جاتے ہیں جن میں کف لسان یعنی اپنی زبان کولگام لگائے رکھنے کاشیوہ سلف اوربہترین خلف کارہا ہےاوریہی راہ نجات ہے۔کیونکہ جب اللہ جل شانہ نے ہم کواس سے بچالیا تواب ہم ایسی جماعت کے آپسی معاملات میں پڑکراپنی عاقبت کیوں خراب کریں۔اگرکسی بات کاکہنا ناگزیر ہوتوسبق

آموز بات یہ ہے کہ ہم ان سبھی کے اخلاص نیت اور مقام ومرتبہ کا سکہ دل وجان میں بیٹھائے ہوئے عرض پرداز ہوں کہ ان کا کامل اخلاص اور اعلی حکمت ودانائی تھی جس کی وجہ سے قصاص عثمان رضی اللہ عنہ بلوائیوں سے لینے میں وہ دیر فرمارہے تھے، امت کو مزید انتشار، اختلاف، بکھراؤ، خون خرابے اور بلوائیوں کی چیرہ دستیوں سے بچانے کے لئے ہی خاموشی اختیار کرلی تھی۔ جبکہ دیگر وارثین ومتعلقین اور مومن صادقین کے اخلاص اور جذبہ ایمان وشریعت کا تقاضہ اور اسلامی حکومت وقت سے مطالبہ تھا کہ شریعت کا نفاذ ہو اور ظالموں کو کیفر کردار، تختۂ دار اور مرکز قصاص تک ضرور اور جلد پہنچایا جائے۔ جس دین اور ایمان کے نام پر حکومت قائم ہوئی ہے اس کا نفاذ کرنا ہی اس کا کام ہے بصورت دیگر ہم بھی اس کے ماننے کے مکلّف نہیں ہیں۔ یہ ان کا اکہری نیکی والا اجتہادی اقدام تھا جس پر کم فہموں، سفہاء الاحلام اور حدثاء الاسنان کی جذباتیت، جوش اور پھر بغاوت نے امت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ بظاہر ذوالخویصرہ کا موقف نعوذ باللہ کتنا منصفانہ اور عادلانہ وجرأت مندانہ تھا۔ کیونکہ طلقاء وحدثاء العهد بالاسلام جن کی تلواریں جو مسلمانوں کے خون سے رنگی ہوئی تھیں ابھی خشک بھی نہیں ہوئی تھیں، نوازے جارہے تھے اور وہ جنہوں نے ساری قربانیاں دی تھیں وہ محروم کئے جارہے تھے۔ ذوالخویصرہ کو تو فتنوں سے مطلب تھا، موقع غنیمت جانا، ہیرو بن بیٹھا۔ کیونکہ سب سے بڑے دربار میں اور سب سے بڑے حاکم، عالم اور علی الاطلاق سب سے بڑی عدالت اور شخصیت کو ٹوک دیا تھا۔ اور دلیل بھی قوی ترین رکھتا تھا۔ اسے کیا پتا تھا کہ جن کو وہ محروم گردان رہا ہے وہ تو رحمتوں کا خزانہ نہیں بلکہ رحمۃ للعالمین اور رسول رب العالمین کو لے جارہے ہیں اور جن کو وہ مال غنیمت سے لدے پھندے اور سالم وغانم قرار دے رہا ہے وہ بھیڑ بکریوں کے ریوڑ ہانک رہے ہیں۔ حق یہ ہے کہ علم، حلم، عقل وتجربہ، قلب سلیم اور نفس مطمئنہ نہ ہو تو انسان حیوان اور ذوالخویصرہ بن جاتا ہے اور اس کے چوزے بوجے اور رویبضہ شرار الخلق بن جاتے ہیں۔ ایمان واسلام کے دعوائے عظیم اور انصاف کے علم تھام لینے کے باوجود شرار الخلق قرار پاتے ہیں۔

اس وقت قوم وملت اور ملک وطن پر جو افتاد پڑی ہے وہ سابقہ تمام مشکلات سے زیادہ کٹھن ہے۔ یہ کسی فرد یا جماعت کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ قانون ایک ایسی ننگی تلوار ہے جو سب کے سر پر لٹکتی رہے گی۔ نہ اس سے پی چدمبرم بچ پائیں گے اور نہ راہل گاندھی، نہ کوئی وکیل، نہ جج اور نہ ہی شودر، نہ برہمن۔ بظاہر کسی ایک کمیونٹی کو دھرم کے آدھار پر بنیادی قانون کی دھجی اڑا کر وقتی طور پر نشانہ بنالیا جائے گا مگر پوری قوم پر دھیرے دھیرے اور بوقت ضرورت افراد خواہ منووادی کیوں نہ ہوں پر اس کا استعمال کیا جائے گا۔ یوں ہر وقت اور ہر نسل میں ہر آدمی گھٹ گھٹ کر زندہ ہوتے ہوئے بھی مرنے پر مجبور ہوتا رہے گا۔ کاش کہ ہمارے حکمراں سمجھتے کہ یہ پاکستان، چائنا یا امریکہ کے کسی گھس پیٹھیے کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ہر ہندوستانی کے چین وسکون کو چھین لینے والا کام ہے۔

اس لیے حکومت کو محض سیاسی طور پر نہیں بلکہ سماجی وانسانی بنیادوں پر بھی غور کرنا چاہیے اور پالیسی اور قانون بنانا چاہیے۔ ایسا قانون جس سے ملک کا آئین، جمہوری وسیکولر کردار ہی معرض خطر میں پڑ جائے، جس سے ملک کی کثرت میں وحدت والی روایت متاثر ہو رہی ہو۔ جس سے قومی یک جہتی وفرقہ وارانہ ہم آہنگی کی فضا مکدر ہوتی ہو، جس سے دیش واسیوں کو مذہب وعقیدہ اور رنگ ونسل کی آری سے چیرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ جس کے غیر منصفانہ اور خلاف آئین بنود وقیود کی وجہ سے پورے دیش میں بے چینی، اضطراب اور خوف وہراس پیدا ہو رہا ہو اور جس کی سنگینی کی وجہ سے پورا ملک سراپا مظاہرہ بن جائے اور اس کی آڑ میں ملک وقوم مخالف عناصر کو کھل کھیلنے، بدامنی اور انارکی پھیلانے کا موقع مل جائے تو اس کو واپس لے لینا ہی چاہیے۔ اور اس کو انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے کیوں کہ حکومت کا ایسا کرنا ملک وملت کے مفاد میں نہیں ہوگا۔ دوسری طرف اپنے حقوق کے تحفظ اور تشخص کی بقا کے لیے جدوجہد اور مطالبہ کرنے والوں کو بھی ثبات قدمی، صبر واستقامت اور امن وشانتی کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور عجلت پسندی سے بہرحال گریز کرنا چاہیے۔ ہرحال میں استقامت اور امن وآشتی قائم ودائم رکھیں کیوں کہ بدامنی اور جلد بازی ڈھیر ساری آزمائشوں اور فتنوں کا دروازہ کھول دیتی ہے اسی طرح عدم استقامت، مداہنت اور بے جا مصلحت پسندی انسان کو بربادی کی راہ پر لگا دیتی ہے۔ اس لیے اس کو عقل مندوں کا طریقہ نہیں بلکہ نادانوں کا عمل بتایا گیا ہے۔

☆☆☆

نماز میں صف بندی فضائل، مسائل واحکام

عبدالولی عبدالقوی، سعودی عرب

الحمد لله الذی خلق العباد لعبادته و أمرهم بتوحيده و طاعته و أشهد أن لا الـه الا الله وحده لا شريک له فی ربوبيته و الهيته و أشهد أن محمدا عبـده و رسـولـه و عـلى آله و أصحابه و من اتبع سبيله ودعا بدعوته و سلم تسليما كثيرا و بعد:

(۱)صف اول کی فضیلت:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لـو يـعلم الناس ما فی النداء و الصف الأول ثم لم يجدوا الا أن يستهموا عليه لاستهموا و لو يعلمون ما فی التهجير لاستبقوا اليه ولو يعلمون ما فی العتمة و الصبح لاتوهما و لو حبوا“

اگرلوگوں کواذان اور پہلی صف کا ثواب معلوم ہوجائے تو اس کے لئے ضرور قرعہ ڈالیں اور اگر اول وقت میں نماز پڑھنے کی فضیلت معلوم ہوجائے، تو ایک دوسرے پرسبقت لے جانے کی کوشش کریں اوراگرعشاءاور فجر کی فضیلت جان لیں تو اس میں ضرورآئیں خواہ گھٹنوں کے بل آنا پڑے۔(بخاری ۶۱۵، مسلم ۴۳۷)

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”....... و ان الـصف الأول عـلـى مثل صف الـمـلائـكة و لو علمتم ما فضيلته لا بتدرتموه...... “

صف اول فرشتوں کی صف کی طرح ہے، اگرتمہیں اس کی فضیلت معلوم ہوجائےتوتم اس کے لئے سبقت کرو۔

(ابوداؤد ۵۵۴ (حسن عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد-۱/۱۱۰ ح ۵۱۸)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”خيـر صـفـوف الـرجـال أولهـا و شـرها آخرها و خير صفوف النساء آخرها و شرها أولها“

مردوں کی سب سے بہتر صف پہلی صف ہے اوراجر وفضیلت کے اعتبار سے کمتر آخری صف ہے اورعورتوں کی سب سے بہتر صف آخری صف ہے اور اجر و فضیلت کے اعتبار سے کمتر پہلی صف ہے۔(مسلم حدیث نمبر ۴۴۰)

(۲) صفوں کو سیدھی کرنا واجب ھے :

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”سووا صفوفكم فان تسوية الصفوف من اقامة الصلاة “

اپنی صفوں کو برابر کرو، بلاشبہہ صفوں کا برابر کرنا نماز کے قائم کرنے میں سے ہے۔ (بخاری ۷۲۳)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”أقيموا الصف فی الصلاة فان اقامة الصف من حسن الصلاة “

صفوں کوسیدھا کروکیوں کہ صف کوسیدھا کرنا نماز کے حسن میں سے ہے۔

(بخاری ۷۲۲، مسلم ۴۳۵)

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کوایسا برابر کرتے تھے گویا ان کے ساتھ تیروں کو برابر کرتے ہوں، یہاں تک کہ ہم نے نبی ﷺ سے صفوں کا سیدھا کرنا سمجھ لیا، ایک دن آپ ﷺ جماعت کے لئے کھڑے ہوئے اور تکبیر کہنے کو تھے کہ ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا، پس آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی صفوں کو برابر کرو اور سیدھا کرو ورنہ اللہ تعالی تم میں اختلاف ڈال دے گا۔ (مسلم ۴۳۶)

مذکورہ احادیث کی روشنی میں صفوں کا سیدھا کرنا واجب ہے، اقامت کے بعد جب صفیں درست اور برابر ہوجائیں تو پھرامام کوتکبیراولی کہنی چاہیے۔

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اس مسئلہ میں راجح بات یہ ہے کہ صفوں کوسیدھا کرنا واجب ہے اوراگر جماعت کے لوگ صف سیدھی نہ کریں، تو سب کے سب گناہ گار ہیں“۔ (دیکھئے: الشرح الممتع ۴/۱۱)

جس طرح صفوں کے سیدھا نہ کرنے سے اہل جماعت گناہ گار ہوتے ہیں، اسی طرح صفوں کا ٹیڑھاپن باہمی پھوٹ، دلوں کے اختلاف اور باطنی کدورت کا موجب ہے۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف چہرہ کرکے فرمایا: لوگو! اپنی صفیں سیدھی کرو، لوگو! اپنی صفیں سیدھی کرو، لوگو! اپنی صفیں سیدھی کرو، سنو! اگرتم نے صفیں سیدھی نہ کیں، تو اللہ تعالی تمہارے دلوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈال دے گا۔(ابوداؤد ۶۶۲ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۱۳۰ ح ۶۱۶)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صف کے اندرآتے، ہمارے سینوں اور کندھوں کو برابر کرتے اور فرماتے تھے: آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دل بھی مختلف ہوجائیں گے، اور فرماتے تھے: بے شک اللہ تعالی پہلی صف والوں پر اپنی رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے ان کے لئے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔

(ابوداؤد ۶۶۴ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد-۱/۱۳۰ ح ۶۱۸)

امام نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ’’صفوں کو برابر اور سیدھی کرنے سے مراد ترتیب وار پہلی صفوں کو مکمل کرنا ہے اور صفوں میں جو فاصلہ اور شگاف ہو اسے پُر کرنا اور صف میں کھڑے ہونے والوں کا اسی طرح سیدھا اور برابر کھڑا ہونا تا کہ کسی فرد کا سینہ یا جسم کا کوئی دوسرا اعضواس کے پہلو میں کھڑے دوسرے نمازی سے آگے نہ بڑھا ہو، اسی طرح جب تک پہلی صف مکمل نہ ہو دوسری صف بنانا صحیح نہیں ہے اور جب تک اگلی صف مکمل نہ ہو جائے کسی نمازی کا پہلی صف میں کھڑے ہونا بھی درست نہیں ہے‘‘۔ (المجموع للنووی ۴/ ۲۲۶)

(۳) صفوں کو ملانے کی فضیلت :

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی الذین یصلون الصفوف و من سد فرجۃ رفعہ اللہ بھا درجۃ‘‘

بیشک اللہ تعالی ان لوگوں پر رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے ان کے لئے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں اور جو شخص صف میں کسی خالی جگہ کو پُر کردے تو اللہ اس عمل کی وجہ سے اس کے درجہ کو بلند فرماتا ہے۔

(ابن ماجہ ۹۹۵ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/ ۱۶۴ ح ۸۱۴)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’من وصل صفا وصلہ اللہ و من قطع صفا قطعہ اللہ‘‘

جو شخص صف ملائے گا اللہ بھی اسے (اپنی رحمت سے) ملائے گا اور جو صف کو توڑے گا اللہ بھی اسے (اپنی رحمت سے) کاٹ دے گا۔

(نسائی ۸۲۰ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح النسائی ۱/ ۲۷۰)

(۴) صفوں میں خالی جگھوں سے شیطان گھس جاتا ھے :

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’رصوا صفوفکم و قاربوا بینھا و حاذوا بالاعناق، فوالذی نفسی بیدہ انی لأری الشیطان یدخل من خلل الصف کأنھا الحذف‘‘

اپنی صفیں ملی ہوئی رکھو اور صفوں کے درمیان نزدیکی کرو اور گردنیں برابر رکھو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بے شک میں شیطان کو دیکھتا ہوں جو صف کے شگافوں میں داخل ہوتا ہے گویا کہ وہ بکری کا سیاہ بچہ ہے۔

(ابوداؤد ۶۶۷ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد۔ ۱/ ۱۳۱ ح ۶۲۱)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’أقیموا الصفوف و حاذوا بین المناکب و سدوا الخلل و لینوا بأیدی اخوانکم و لا تذروا فرجات للشیطان‘‘

صفوں کو سیدھی کرو، کندھے برابر کرو، (صفوں کے اندر) ان جگھوں کو پر کرو جو خالی رہ جائیں، اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ، صفوں کے اندر شیطان کے لئے جگہ نہ چھوڑو....

(ابوداؤد ۶۶۶ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد۔ ۱/ ۱۳۱ ح ۶۲۰)

(۵) صف بندی کے وقت پاؤں کو پاؤں اور کندھے کو کندھے سے ملایا جائے :

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف چہرہ کرکے فرمایا:

لوگو! اپنی صفیں سیدھی کرو، لوگو! اپنی صفیں سیدھی کرو، لوگو! اپنی صفیں سیدھی کرو، سنو! اگر تم نے صفیں سیدھی نہ کیں تو اللہ تعالی تمہارے دلوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈال دے گا، پھر تو یہ حالت ہوگئی کہ ہر شخص اپنے ساتھی کے ٹخنے سے ٹخنا، گھٹنے سے گھٹنا اور کندھے سے کندھا چپکا دیتا تھا۔

(ابوداؤد ۶۶۲ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد۔ ۱/ ۱۳۰ ح ۶۱۶)

انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’أقیموا صفوفکم فانی أراکم من وراء ظھری و کان أحدنا یلزق منکبہ بمنکب صاحبہ و قدمہ بقدمہ‘‘

صفوں کو سیدھی کیا کرو، کیوں کہ میں تمھیں پس پشت بھی دیکھتا ہوں (یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص صفوں میں اپنا کندھا دوسرے کے کندھے سے اور اپنا قدم دوسرے کے قدم سے ملا دیتا تھا۔

(بخاری حدیث نمبر ۷۲۵)

(۶) پہلی صف مکمل کرنے کے بعد دوسری صف میں کھڑے ہونا چاھیے :

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’أتموا الصف المقدم ثم الذی یلیہ فما کان من نقص فلیکن فی الصف المؤخر‘‘

پہلے اگلی صف پوری کرو، پھر اس کے بعد دوسری صف، اگر کوئی کمی ہو تو آخری صف میں ہونی چاہئے۔

(ابوداؤد۔ ۶۷۱ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد۔ ۱/ ۱۳۱ ح ۶۳۲)

(۷) ستونوں کے درمیان صف بنانا ناپسندیدہ ھے :

معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں عہد رسالت میں ستونوں کے درمیان صف بنانے سے روکا جاتا تھا اور وہاں سے ہٹا دیا جاتا تھا۔

(ابن ماجہ ۱۰۰۲ (صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابن ماجہ ۱/ ۱۶۵ ح ۸۲۱)

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ ستونوں کے بیچ صف نہ بنایا جائے، امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: اگر مسجد تنگ پڑ جائے تو ستونوں کے بیچ

صف بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے''۔(دیکھئے:سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ ۱/۶۵۵)

جیسا کہ عبدالحمید بن محمود بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ایک امیر کے پیچھے جگہ کی تنگی کے باعث مجبوراً ستونوں کے درمیان نماز پڑھی، جب ہم نماز پڑھ چکے، تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا: ہم عہد رسالت میں اس سے بچا کرتے تھے۔

(ترمذی۲۲۹(صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترمذی ۱/۱۴۱)

(۸) اگر پہلی صف میں جگہ ہو تو پچھلی صف میں اکیلے نماز نہیں ہوتی:

وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو اسے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

(ابوداؤد۶۸۲(صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح ابوداؤد۔۱/۲۹۹)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ صف کے پیچھے اکیلے نماز نہیں ہوتی، لیکن اگر صف اول میں جگہ نہیں ہے، تو یہ اضطراری کیفیت ہوگی ایسی صورت میں اکیلے کھڑے ہو جانا چاہئے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿فاتقوا الله ما استطعتم﴾ (التغابن:۱۶) جہاں تک ہو سکے تم اللہ سے ڈرو۔

رہا مسئلہ اگلی صف سے کسی کو کھینچ کر اپنے ساتھ شامل کر لینے کا، جیسا کہ عوام الناس میں یہ بات مشہور ہے، تو واضح رہے کہ ایسا کرنا درست نہیں، کیوں کہ اس باب میں وارد جملہ روایات ضعیف یا موضوع ہیں۔

علامہ البانی رحمہ اللہ اس مسئلہ پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جب حدیث کا ضعف ثابت ہو چکا ہے، تو اگلی صف سے کسی شخص کو کھینچ کر اس کے ساتھ صف بندی کرنے کی مشروعیت کا قول درست نہیں ہے، کیوں کہ ایسا کرنا صحیح نص کے بغیر شریعت سازی کے مترادف ہے، جو کہ قطعاً جائز نہیں ہے، پس اگر صف میں ضم ہونا ممکن ہو تو ایسا کرنا واجب ہے، ورنہ تنہا ہی نماز پڑھ لینی چاہئے، کیوں کہ ایسے شخص کی نماز صف کے پیچھے اکیلے بھی درست ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿لاَ يُكَلِّفُ اللّهُ نَفْساً إِلاَّ وُسْعَهَا......﴾ (البقرۃ:۲۸۶) (اللہ تعالی کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا) اور جن احادیث میں نماز کو دہرانے کا حکم مذکور ہے، تو وہ اس صورت میں ہے کہ جب واجب [یعنی صف میں ملنا اور خالی جگہ کو پر کرنا] ترک کیا گیا ہو، لیکن اگر تاخیر سے آنے کی وجہ سے اگلی صف میں کوئی خالی جگہ نہ پائے، تو وہ قصوروار نہ ہوگا''۔ (دیکھئے: سلسلہ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ۲/۳۲۲)

(۹) جب مقتدی اکیلا ہو تو کہاں کھڑا ہو:

جب مقتدی اکیلا ہو تو امام کے دائیں جانب کھڑا ہو۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ایک رات گذاری، رسول اللہ ﷺ رات کے کسی حصہ میں اٹھے اور آپ نے لٹکی ہوئی مشک سے ہلکا سا وضو بنایا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، میں نے بھی آپ ہی کی طرح وضو کیا اور آکر آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے مجھے پھیر کر دائیں جانب کھڑا کر لیا، پھر جس قدر اللہ نے چاہا آپ ﷺ نے نماز پڑھی ....۔ (بخاری ۱۳۸)

(۱۰) جب مقتدی دو یا دو سے زیادہ ہوں تو کہاں کھڑے ہوں:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے .... کہ میں وضو کر کے آیا اور رسول اللہ ﷺ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا، تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے گمایا یہاں تک کہ مجھے اپنے دائیں جانب کر دیا، پھر جبار بن صخر رضی اللہ عنہ وضو کر کے آئے اور رسول اللہ ﷺ کے بائیں جانب کھڑے ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے ہم دونوں کا ہاتھ پکڑ کر ڈھکیلا یہاں تک کہ ہمیں اپنے پیچھے کر دیا۔ (مسلم ۳۰۱۰)

قاضی شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ اگر نماز میں امام کے ساتھ دو آدمی ہوں، تو ان کے کھڑے ہونے کی جگہ امام کے پیچھے ہے''۔ (نیل الاوطار ۳/۲۰۳)

(۱۱) عورت کہاں کھڑی ہو:

اگر عورت مردوں کی جماعت میں نماز پڑھ رہی ہو تو صف کے پیچھے کھڑی ہو، گرچہ وہ اکیلی کیوں نہ ہو۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی دادی ملیکہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی، جو آپ ہی کے لئے تیار کی تھیں، جب آپ ﷺ کھانے سے فارغ ہو گئے تو فرمایا: کھڑے ہو جاؤ، میں تمہیں نماز پڑھاؤں، انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک چٹائی کی طرف گیا جو کثرت استعمال سے سیاہ ہو چکی تھی، میں نے اسے پانی سے دھویا، پھر اس پر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے، میں اور ایک یتیم بچے نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنالی اور بوڑھی اماں ہمارے پیچھے کھڑی ہو گئیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی پھر واپس تشریف لے گئے۔

(بخاری ۳۸۰، مسلم ۶۵۸)

مذکورہ حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ اگر عورت مردوں کی جماعت میں نماز پڑھ رہی ہو تو صف کے پیچھے کھڑی ہو گرچہ اکیلی کیوں نہ ہو۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''علماء کا اتفاق ہے کہ اکیلی عورت مرد کے پیچھے تنہا صف بنا کر نماز پڑھے گی، امام کے دائیں جانب کھڑی نہیں ہوگی''۔ (الاستذکار ۲/۳۱۶)

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سنت رسول ﷺ کے مطابق صف بندی کرنے اور اپنی نمازوں کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

محبت رسول اور اس کے تقاضے

خورشید عالم مدنی، پھلواری شریف، پٹنہ

بعثت نبوی سے قبل دنیا تنگ وتاریک تھی، ظلم کا دور دورہ تھا، طاقت والوں کا غلبہ تھا، جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا محاورہ پورے ماحول پر صادق آرہا تھا، زندگی کی خوشیاں مردوں کے لئے مقدر تھیں، عورتوں کے ہونٹ مسکرانے کے لئے ترس رہے تھے، حقائق کی یہ ایسی صحیح وسچی تعبیر وعکاسی ہے جو معروف ہے اس میں شک وشبہ کی گنجائش کہاں؟

بعثت نبوی کے بعد انسانیت کو نئی زندگی، پاکیزہ وحقیقی زندگی نصیب ہوئی، وہ ہونٹ جو ایمان ویقین کی ایک گھونٹ کے لئے ترس رہے تھے، سیراب ہوئے، تشنہ لبی دور ہوئی، خزاں دیدہ گلشن حیات کی کلیاں مسکرانے لگیں خشک پتیاں ہری ہوگئیں، فرحت بخش، ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں، اور انسانیت کو اس کا صحیح مقام مل گیا۔

آپ کی ولادت مبارکہ سے قبل ہی سے انسانیت کی حیات نو میں لطیف ہوا چلنے لگی، نئی صبح کے طلوع کے آثار ظاہر ہونے لگے بطور تمہید وبشارت واقعہ فیل رونما ہوا، ظالم وسرکش انسانوں کی ہلاکت اور اصحاب فیل کی تباہی سے ظلم وتشدد کی سیاہ راتوں کے پردے چاک ہونے لگے، رب کعبہ نے اس واقعہ سے باشندگان مکہ کو یہ پیغام دیا کہ وہ اب کا شکر گذار بن جائیں اور اپنے باہمی اختلافات ختم کرلیں۔

پھر آپ کی بعثت کے قبل ہی انسانیت کے تحفظ اور فلاح انسانیت پر مبنی حلف الفضول نامی معاہدہ ہوا ایک انجمن قائم ہوئی، جس میں آپس میں یہ عہد وپیمان کیا گیا کہ ہم سب مل کر مظالم کو روکیں گے، مظلوم کی حمایت کریں گے ان لڑائیوں کو ختم کریں گے جس نے سیکڑوں گھروں کو تباہ کردیا ہے۔ اس انجمن میں نبی محترم نے شرکت فرمائی اور تمام مثبت وایجابی اقدامات وفیصلے کی بھرپور تائید کی، اور جب آپ نبوت سے سرفراز ہوئے تو فرمایا، مجھے اس معاہدہ کے عوض سرخ اونٹ بھی پسند نہیں اور آج بھی اس معاہدہ کے مطابق کوئی بلائے تو میں حاضر ہوں (احمد: ۱۶۵۵)

آپ ﷺ نے قرآنی اعلان کے مطابق اپنی بشریت کا اعلان کیا، رب کی طرف سے دیئے گئے کچھ معجزات اور نشانیوں کے تذکرے بھی کئے آپ نے فرمایا ان حجرا کان یسلم علی قبل النبوۃ مکہ میں ایک پتھر تھا جو مجھے نبی بنائے جانے سے قبل سلام کیا کرتا تھا (مسلم : ۲۲۷۷) مکہ والوں نے آپ جیسا صادق وامانت دار نہیں دیکھا اللہ اللہ کتنے عظیم قائد اور کتنے بڑے سچے وصادق انسان تھے۔ درود تم پر سلام تم پر۔

ایسے رسول محترم سے سچی محبت ہمارے ایمان کا جز واعظم ہے، اس کے بغیر نہ ہمارا ایمان مکمل ہوسکتا ہے اور نہ ہم حلاوت ایمانی سے لطف اندوز ہوسکتے ہیں، اور نہ ہم اس بڑے اعزاز وافتخار کے مستحق وسزاوار ہوسکتے ہیں انت مع من احببت (بخاری :۶۱۶۷) دنیا میں جس سے تو نے محبت کی عقبی میں اسی کے ساتھ رہوگے۔ دنیائے محبت میں کیا اس سے بڑا اعزاز، رتبہ بلند ہوسکتا ہے؟ اور اس سے بھی بڑی کامیابی ہوسکتی ہے؟

اللہ تعالی نے ہمارے نبی محمد ﷺ کو بلند خصائص حمیدہ وستودہ اوصاف اور پسندیدہ اخلاق سے مزین کیا تھا ایسے فضائل ومناقب سے سرفراز کیا اور وہ شان امتیازی عطا کی جو دوسرے انبیاء کو حاصل نہ ہوسکی۔

یہ سارے فضائل ومحاسن احادیث وسیر کی کتابوں میں مذکور ہیں، آپ کا بابرکت نام محمد ہے آپ اللہ تعالی کے نزدیک محمود (جن کی تعریف کی گئی) ہیں، اس کے فرشتوں، رسولوں اور تمام انسانی مخلوق کے نزدیک محمود ہیں یہ نبی ﷺ خود اپنے متعلق فرمارہے ہیں۔ انا سید ولد یوم القیامۃ ولا فخر، واول من ینشق عنہ القبر، واول شافع، واول مشفع (مسلم۔۱۷۸۲) میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں سب سے پہلے قبر سے میں نکلوں گا، سب سے پہلے میں سفارش کروں گا، اور سب سے پہلے میری شفاعت مقبول ہوگی۔

اللہ تعالی نے اس نبی سے محبت اور تعظیم کے پیش نظر ان کی زندگی کی قسم کھائی ہے، لَعَمْرُکَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَکْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ تیری زندگی کی قسم! یہ لوگ (قوم لوط) اپنے گناہوں کے نشے میں اندھے ہوگئے تھے۔ (الحجر۔۷۲)

واضح رہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ نبی ﷺ کی یا ان کی زندگی کی قسم کھائے؟ ایسا کرنا شرک ہے۔

صحابہ کرام نے محبت رسول کی ایسی مثالیں پیش کی ہیں جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے پوچھا گیا آپ رسول گرامی ﷺ سے کس طرح محبت کرتے ہیں تو فرمایا واللہ احب الینا من اموالنا واولادنا وآباءنا وامھاتنا ومن الماء البارد علی الظمأ یہ نبی ہمارے نزدیک مال واولاد، باپ اور ماؤں سے زیادہ محبوب ہیں۔ ایک پیاسا ٹھنڈا پانی سے جتنی محبت کرتا ہے اس سے زیادہ ہم ان سے محبت کرتے ہیں۔ (شرح الشفا ملا علی قاری ۲/۴۰)

حضرت زید بن دثنہ کو اہل مکہ حرم سے نکال کر سولی دینے کے لئے لے جارہے ہیں، اس موقع پر ابوسفیان نے پوچھا زید! تم تو یہ پسند کررہے ہوگے کہ ہماری جگہ محمد ہوتے اور ہم لوگ ان کی گردان اڑا دیتے اور تم اپنے بال بچوں کے ساتھ ہوتے؟ یہ سن کر نبی کے سچے فدائی اور سپاہی نے جواب دیا واللہ ما احب ان محمدا الآن فی

مکانه الذی هوفیه تصیبه شوکة توذیه وانی جالس فی اهلی اللہ کی قسم مجھے تو اتنا گوارہ نہیں کہ ابھی محمد جہاں ہیں وہاں کوئی کانٹا ان کو تکلیف پہنچادے اور میں گھر میں پڑا رہوں۔ یہ سن کر ابوسفیان پکار اٹھے مارأیت احدا یحب احدا کحب اصحاب محمد محمدا۔ میں نے کسی شخص کو ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا جیسی محبت اصحاب محمد، اپنے نبی محمد سے کرتے ہیں (البدایہ والنہایہ۔ابن کثیر ۴/ ۶۵)

محبت کی سب سے سچی تعبیر اور اظہار محبت کا سب سے حسین تصویر دیکھنی ہو تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اس ایمان افروز بیان کو دیکھیں جو بدر سے متعلق مجلس شوریٰ میں دیا تھا۔ هذه اموالنا بين يديك، فاحكم بما شئت ، وهذه نفوسنا بين يديك، او استعرضت بنا البحر لخضناه، نقاتل بين يديك، ومن خلفك، وعن يمينك، وعن شمالك (مسلم ۔۱۷۷۹)

حضور! ہمارے مال حاضر ہیں، ہماری جانیں حاضر ہیں، ان سے متعلق آپ کا ہر فیصلہ سر آنکھوں پر اگر آپ کسی سمندر میں کود جانے کا اشارہ فرمادیں بلا خوف وخطر ہم کود جائیں گے۔ ہم لوگ آپ کے ساتھ آپ کے چاروں طرف سے لڑیں گے۔

یادرکھیں جب ہمارے دلوں میں نبی مکرم سے سچی محبت وعظمت کے نقوش ثبت ہوں گے تو اس محبت کی بھینی بھینی خوشبو سے ہمارا وجود معطر ہوگا، اس محبت کے پاکیزہ اثرات وثمرات ہمارے اعضاء وجوارح بلکہ ہماری پوری زندگی میں ظاہر ہوں گے، اس وقت اس نبی کی مدح وتعریف اور ذکر جمیل سے ہماری زبانیں تر ہوں گی، اور دوسرے اعضاء ان کی لائی ہوئی شریعت کی چوکھٹ پر سر تسلیم وانقیاد خم کردیں گے، ان کی سیرت مطہرہ پر نثار وقربان اس کے فرمودات ، حقوق اور عزت وناموس کا تحفظ ہمارا شعار اور ہماری پہچان ہوگی اور اس کی سنت کے اجالے میں اپنی زندگی کا سفر طے کریں گے۔

مقام افسوس ہے کہ آج ہمارے کچھ ایسے بھائی ہیں جو محبت کی رٹ تو لگاتے ہیں، محبّ رسول ہونے کا دعوی بھی کرتے ہیں لیکن وہ معیار محبت وتقاضائے محبت سے واقف نہیں ہیں جس کے نتیجے میں وہ توہین محبت کے مرتکب ہورہے ہیں۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو احادیث نبویہ کی دوراز کار تاویلیں کرتے ہیں اور انہیں اپنی عقل کی میزان پر تولنے کی کوشش کرتے ہیں جو بات سمجھ میں آگئی اسے تو قبول کرلیتے ہیں ورنہ یہ کہتے ہوئے اسے ٹھکرادیتے ہیں کہ یہ عقل کے خلاف ہے۔ یہ غالی شیعہ حضرات ہیں جو اپنے ائمہ معصومین کو نبی محترم ﷺ پر ترجیح دیتے اور انہیں افضل قرار دیتے ہیں العیاذ باللہ!

ہم اس نبی رحمت ﷺ سے عہد محبت اور پیمان وفا باندھتے ہیں اور پھر جفا کرتے ہیں، ہم اس نبی مکرم ﷺ کی بہت ساری سنتوں کو فراموش کرچکے ہیں، ہمیں نہیں معلوم کہ کھانے ، پینے ، لباس زیب تن کرنے ، سونے ، بیدار ہونے ، نماز ، روزے، حج اور ہماری معاشرتی زندگی میں ہمارے نبی کے طریقے کیا تھے اور کیا ہماری زندگی کے شام وسحر سنت نبوی کے مطابق گذر رہے ہیں؟ یادرکھیں حب نبوی کی پکار اور محبت رسول کے تقاضے یہ ہیں کہ ہم اس نبی پر کثرت سے درود وسلام پڑھنے کا اہتمام کریں، یہ وہ عظیم ہستی ہے جن پر آسمان میں اللہ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں اور اس نبی نے ایسے شخص کو بڑا بخیل کہا ہے جس کے سامنے نبی کا نام لیا جائے اور وہ درود نہ پڑھے (ترمذی) جو لوگ درود کا اہتمام کرتے ہیں ان پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ان کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور وہ شفاعت نبوی کا مستحق ہوگا۔

ہم اس نبی کا نام ادب واحترام سے لیں، ان کے اخلاق عالیہ، صفات حمیدہ کے تذکرے کریں۔ یادرکھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو پکارا، خطاب کیا تو یا محمد نہیں کہا بلکہ یاایها النبی کہا یاایها الرسول کہا ہے۔ مسجد نبوی اور قبر نبوی کے پاس آداب کا خیال رکھیں، آوازوں کو بلند کرنے اور لایعنی کاموں سے پرہیز کریں، شہر مدنی کی حرمت کا پاس ولحاظ بھی رکھیں۔ حدیث کو سننے، حدیث کا درس دینے کے وقت نبی کی عزت وتوقیر اور احترام کو پیش نظر رکھیں، امام مالک رحمہ اللہ حدیث بیان کرنے سے پہلے وضو کرتے ، عمدہ لباس پہنتے، ٹوپی پہنتے، داڑھی میں کنگھی کرتے تھے اور فرماتے ایسا میں حدیث رسول کی توقیر وتعظیم میں کرتا ہوں۔

اس نبی کے فرمان کی تائید اور انہوں نے ماضی، حاضر اور مستقبل سے متعلق جو ارشادات فرمائے ہیں ان کی مکمل تصدیق کریں، جس کا مظاہرہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے واقعہ معراج سن کر ابوجہل کے سامنے کیا، اگر یہ نبی اس سے بھی بڑی بات کہتے ہیں تو میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اس لئے کہ یہ بات ہمارے نبی کی زبان سے نکلی ہے۔ (حاکم)

ہم اس نبی ﷺ کے تمام اقوال واعمال کی اتباع کریں اپنے اختلافات کے فیصلے عدالت نبوی سے لیں اور اسے پورے طور پر تسلیم کریں اس نبی کی سنت وحدیث، ختم نبوت، ناموس رسالت کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا پوری قوت ایمانی سے جواب دیں، اور مکمل دفاع کریں اور اس ضمن میں امت کے افضل ترین صحابہ کرام سے محبت ان کی طرف سے دفاع اور ان کے منہج پر چلنا ہماری شان ہو۔ ازدواج مطہرات بالخصوص اماں عائشہ جن کی براءت ساتوں آسمان کے اوپر سے نازل کی گئی ان کی عزت وناموس، عفت وعصمت کا تحفظ ہماری امتیازی نشان ہے۔

ہم اس نبی کی کسی سنت کا مذاق نہ اڑائیں، پردہ، داڑھی، ٹخنہ سے اوپر ازار، مسواک کا عملی طور پر مظاہرہ کریں اور ان کی تمام سنتوں وفرامین کی تبلیغ ، نشر واشاعت میں اپنی ساری توانائیاں لگادیں۔ یہ ہیں محبت رسول کے تقاضے اور اس کی بنیادیں، یہ ہیں حب نبوی اور تعظیم مصطفیٰ کی علامتیں اور یہ ہیں وہ تھرمامیٹر جن کے ذریعے حب رسول اور عظمت رسول کی حرارت کو ناپا جاسکتا ہے۔ اللہ ہمیں صحیح فہم اور سچی توفیق دے۔

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

اسلامی پردہ، عورت کی عزت افزائی

تحریر: مؤمنہ عبدالرحمٰن
ترجمہ: عبدالمنان شکراوی، اہل حدیث منزل، دہلی

مسلمان عورت کو اسلامی شریعت سے جو اعلیٰ درجے کا اہتمام اور توجہ حاصل ہوئی ہے وہ اس کی عفت و پاکدامنی کی حفاظت کی ضامن ہے۔ اس سے اسے اعلیٰ مرتبہ اور بہت ہی پیارا انداز حاصل ہوا ہے۔ لباس اور زینت کے سلسلے میں عورت پر جن حدود وقیود کا نفاذ کیا گیا ہے، ان سے بے اعتنائی کے نتیجے میں جو فساد وبگاڑ پیدا ہوتا ہے اس پر بندش وروک لگی ہے۔ ان سے اس کی آزادی سلب نہیں ہوئی، بلکہ ذلت ورسوائی کے غار اور گندگی کی کیچڑ میں گرنے یا یہ کہ وہ پست ذہنیت کے حامل لوگوں کے لئے تماشہ بنے اس سے اس کی حفاظت کی گئی ہے۔

پردہ اطاعت وفرمانبرداری ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کو واجب قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (الاحزاب:۳۶) ترجمہ: اور (دیکھو) کسی مومن مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔

اور عورتوں کو پردہ کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (النور:۳۱) ترجمہ: اور آپ مؤمن عورتوں سے کہد دیجئے کہ وہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر ہے۔"

دوسری جگہ فرمایا: وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى (الاحزاب:۳۳) ترجمہ: اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیمی جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ کا اظہار نہ کرو۔"

ایک اور مقام پر فرمایا: وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ (الاحزاب:۵۳) ترجمہ: اور جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو، تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے کامل پاکیزگی یہی ہے۔"

نیز فرمایا: يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ (الاحزاب:۵۹) ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہد وکہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں۔"

پردہ عفت وپاکدامنی ہے: اللہ تعالیٰ نے پردے کے اہتمام کو عفت وپاکدامنی کی علامت قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا: يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ (الاحزاب:۵۹) ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہد وکہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں، اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی۔"

پردے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اس کا اہتمام کرنے والی خاتون بے راہ رو نہیں بلکہ پاکدامن اور محفوظ ہے۔ "فلایؤذین" کا مطلب ہے کہ نافرمان اور فاسق وفاجر لوگ انہیں تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ عورت کے حسن کی معرفت اس کے اور اس کے اہل خانہ کے لئے فتنہ اور برائی کے ذریعے تکلیف کا پیش خیمہ بھی ہے۔

پردہ طہارت وپاکی ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ (الاحزاب:۵۳) ترجمہ: اور جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو، تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے کامل پاکیزگی یہی ہے۔"

اس آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ پردہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کے دلوں کی صفائی وستھرائی کا ذریعہ ہے کیونکہ آنکھ جب دیکھے گی نہیں تو شہوت بھی پیدا نہیں ہوگی اور جذبات نہیں بھڑکیں گے اور نتیجۃً نہ دیکھنے کی وجہ سے دل زیادہ پاک وصاف رہے گا نیز اس وقت کے فتنے سے بچاؤ زیادہ آسان ہوگا۔ کیونکہ پردہ، بیمار دلوں کی طمع ولالچ کو ختم کر دیتا ہے۔

پردہ ستر پوشی ہے: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ بہت شرم وحیا والا اور پردے والا ہے وہ حیاء اور پردے کو پسند کرتا ہے۔ نیز فرمایا: جو عورت اپنے گھر کے علاوہ دیگر گھر میں کپڑے اتارے گی اللہ تعالیٰ اس کے پردے کو پھاڑ دے گا یعنی اسے رسوا کر دے گا۔

پردہ تقویٰ وپرہیزگاری ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ

قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَرِیۡشًا وَلِبَاسُ التَّقۡوٰی ۙ ذٰلِکَ خَیۡــــــرٌ‘‘(الاعراف:٢٦)ترجمہ:’’اے آدم کی اولاد!ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقوے کا لباس، یہ اس سے بڑھ کر ہے‘‘۔

پـردہ ایـمـان ھـے :اللہ تعالیٰ نے مؤمن عورتوں کو ہی حجاب کے تناظر میں مخاطب کیا ہے چنانچہ فرمایا: وقل للمؤمنات اورفرمایا: ونساء المؤمنین اور جب بنی تمیم کی عورتیں جو باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں ،ام المؤمنین حضرت عائشہ کے پاس داخل ہوئیں تو فرمایا: اگرتم مؤمن عورتیں ہو تو یہ تو مؤمن عورتوں کا لباس نہیں ہے اور اگر غیر مسلم ہو تو ان سے فائدہ اٹھاؤ۔

پـردہ شـرم وحیا ھـے :اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک ہر دین کے اخلاق ہیں اور اسلام کا اخلاق شرم وحیاء ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: حیاء ایمان کا جز ہے اور ایمان جنت میں لے جانے کا ذریعہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: حیاء اور ایمان دونوں اکٹھے ملے ہوئے ہیں ایک چلا جاتا ہے تو دوسرا بھی چلا جاتا ہے۔

پـردہ غیـرت ھـے :پردہ اس غیرت سے بھی میل کھاتا ہے جس پر صحیح سالم انسان کی تخلیق ہوئی ہے۔اسے یہ گوارہ نہیں ہوتا کہ کوئی غلط نظر اس کی بیوی یا بیٹی کی طرف اٹھے۔زمانۂ جاہلیت اور زمانۂ اسلام میں کتنی ہی جنگیں بھڑک اٹھیں تھیں جن کی ابتدا عورتوں کی غیرت وحمیت کے پس منظر میں ہوئی تھی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تمہاری عورتوں کی بازار میں علجیوں یعنی عجمی کافر مردوں سے (بھیڑ کی وجہ سے) دھکا مکی ہوتی ہے کیا تمہاری غیرت اس کو گوارا کرتی ہے؟ جس میں غیرت نہیں اس میں کوئی خیر وبھلائی نہیں۔

شریعت میں پردے کے لئے جن شروط کا پایا جانا ضروری ہے:

١۔راجح قول کے مطابق عورت کے پورے جسم کا ڈھانکنا۔

٢۔حجاب وپردہ بذات خود زینت نہ ہو۔

٣۔حجاب موٹا ہو باریک نہ ہو کہ جسم نظر آئے۔

٤۔پردہ ڈھیلا ڈھالا ہو تنگ نہ ہو۔

٥۔خوشبو لگا ہوا نہ ہو۔

٦۔کافر عورتوں کے لباس جیسا نہ ہو۔

٧۔مردوں کے لباس جیسا نہ ہو۔

٨۔لباس کے ذریعہ لوگوں کے درمیان شہرت طلبی مقصد نہ ہو۔

بـے پـردگـی سـے بـچیں :مندرجہ بالا شرائط پر جب غور کریں گے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ حجاب کی بہت سی شکلیں جو آج رائج ہیں انہیں درحقیقت پردہ کہا ہی نہیں جا سکتا۔اسلامی بیداری کے دشمنوں نے شرعی پردے کو طعن وتشنیع ،جرح ونقد کرکے وجود میں آتے ہی درگور کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر وفریب کو ناکام کردیا اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اپنی فرمانبرداری پر ثابت قدمی عطا فرمائی۔پھر انہوں نے پردے کے ساتھ بدترین رویہ اختیار کرتے ہوئے مسلمانوں کو ربانی طریقے سے ہٹانے کی کوشش کی اور اس کے متبادل کے طور پر نئی نئی شکلیں اور صورتیں ایجاد کردیں اور کہنے لگے یہ درمیانہ طریقہ ہے جس کے ذریعہ پردہ دار عورت اپنے رب کو بھی راضی رکھ سکتی ہے اور زمانے کی رفتار سے بھی اس کا رویہ میل کھا سکتا ہے۔

ھـم نـے سـن لیـا اور مـان بھی لیا:ایک پکا سچا مسلمان اپنے رب کے فرمان کو بسر وچشم قبول کرتا ہے اور اسے عملی جامہ پہنانے کی پوری کوشش کرتا ہے۔کیونکہ اسے اسلام سے محبت اور رحمٰن کی شریعت کی اس کی نظروں میں عزت ہے نیز خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے سلسلے میں سمع وطاعت کا پابند ہے۔اسے اس بات کی قطعا پرواہ ہی نہیں کہ گمراہ اور بے سمتی کے شکار لوگوں کا ٹولہ جو حقیقت سے واقف ہی نہیں اور انجام سے قطعا بے خبر ہے، کیا کہے گا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّـمَا کَانَ قَوۡلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذَا دُعُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ لِیَحۡکُمَ بَیۡنَھُمۡ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا سَـمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ؕ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَیَخۡشَ اللّٰـہَ وَیَتَّـقۡہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ (النور:٥٢۔٥١)ترجمہ:’’ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لیے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کردے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔جو بھی اللہ تعالیٰ کی اس کے رسول کی فرماں برداری کریں،خوف الٰہی رکھیں اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہیں، وہی نجات پانے والے ہیں۔‘‘

صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے تو انہوں نے قریش کی عورتوں کی فضیلت کا ذکر کیا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بے شک قریش کی عورتوں کے لئے فضل ومنقبت ثابت ہے۔میں نے انصار کی عورتوں سے زیادہ اللہ کی کتاب کی تصدیق کرنے والی اور وحی پر ایمان لانے والی کسی کو نہیں دیکھا۔سورہ نور کی یہ آیت: ولیضربن بخمرھن الی جیوبھن نازل ہوئی تو ان کے مرد عورتوں کی طرف پلٹے اور قرآن کریم کی نازل شدہ آیتیں پڑھنے لگے۔آدمی اپنی عورت، بیٹی ،بہن اور قرابتداروں کے سامنے یہ آیت پڑھتا تو ہر عورت اپنی اوڑھنی کی طرف کھڑی ہو جاتی اور اس سے اپنا سر اور چہرہ ڈھانپنے لگتی کیونکہ انہیں اللہ کے نازل شدہ حکم پر مکمل ایمان ویقین تھا۔

☆☆☆

ڈاکٹر سید عبدالعزیز سلفی

فرید ہاؤس ل، ہیریا سرائے، دربھنگہ

مومنانہ فراست ہم سے چھین تو نہیں لی گئی ہے!

ان دنوں ہم ہندوستانی مسلمان جس دور سے گزر رہے ہیں ایسا دور امت مسلمہ پہ پہلے بھی آچکا ہے۔ بعض رہبران ملت کا بیان آیا کہ صبر اور استقامت کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنا چاہئے، کچھ دانشوران کی رائے کچھ دوسری تھی گذشتہ دن ایک مضمون بعنوان ''مومنانہ فراست کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا جائے'' باصرہ نواز ہوا۔ تو مجھے بھی امت مسلمہ کی تاریخ کے چند اوراق یاد آ گئے۔

مامون رشید کا زمانہ تھا۔ اس زمانے میں جہاں تفسیر، ادب، حدیث، فقہ، فرائض، شعروادب، ریاضی، جغرافیہ، ہیئت اور طب پر سارا کام ہو رہا تھا، وہیں فلسفہ اور منطق کا بھی دور دورہ تھا۔ بلکہ منطقیوں فلسفیوں کا مامون کے دربار میں دبدبہ تھا اور انھیں ہمارے علماء معتزلہ کے نام سے جانتے ہیں۔ معتزلہ قرآن کی ہر بات کو عقل، فلسفہ اور منطق کے دلائل کی روشنی میں تولنے کے قائل تھے۔ حد تو یہ کہ انھوں نے منطق کی روشنی میں قرآن پاک کو ہمارے اور آپ کی طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق بنا دیا اور خلیفہ مامون کو بھی اپنے اس باطل نظریہ کا حامل بنا لیا تھا۔ اگر میں قرآن مجید کے مخلوق ہونے پر معتزلہ کے کیا کیا دلائل تھے اس پر گفتگو کروں تو بات بہت لمبی ہو جائے گی۔ مختصراً اتنا سمجھ لیجئے کہ اگر قرآن مجید کو ہماری اور آپ کی طرح مخلوق مان لیا جائے تو ہم اور آپ کی طرح ایک دن اس کو بھی ختم ہو جانا ہے۔ حالانکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: ہم نے اسے نازل کیا ہے اور ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ (سورہ الحجر آیت نمبر ۹)

قرآن مجید کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ قیامت تک کے لئے کیا ہے۔ مامون کے دربار میں معتزلہ کا اس قدر اثر تھا کہ وہ جس عالم دین کو چاہتے بلاتے اور اس موضوع پر بحث کی دعوت دیتے کہ یا تو ہمارے باطل نظریہ کو قبول کرو یا سزا کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اکثر علماء حق نے بغداد چھوڑ کر گمنام علاقوں میں زندگی گذارنے میں عافیت سمجھی۔ علماء سوء تو ہر دور میں رہے ہیں۔ انھوں اس باطل نظریہ پر حکومت وقت سے مفاہمت کر لی۔ جب امام احمد بن حنبلؒ کی دربار خلافت میں طلبی ہوئی تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ کی رائے قرآن مجید کے مخلوق ہونے کے بارے میں کیا ہے؟ تو انھوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ غیر مخلوق ہے۔ نتیجتاً وہ قید خانہ پہنچا دئے گئے اور ساتھ ہی داروغۂ زنداں کو یہ حکم ہوا کہ ہر روز ان پر کوڑے برساؤ تا کہ یہ ہمارے ہم خیال بن جائیں۔ خلیفہ متوکل کے دور میں جب انھیں قید سے رہائی ملی تو ان کی پشت کا سارا گوشت غائب تھا اور صرف چمڑا باقی تھا۔ خلیفہ متوکل شریعت کے معاملے میں امام احمد بن حنبلؒ سے مشورہ کیا کرتا تھا۔ تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ شریعت محمدی کے نفاذ کے ساتھ ہماری تمام دنیاوی تزک تازیاں عروج پہ تھیں اور یہ سلسلہ چوتھی صدی کے آخر تک رہا ہمارے مجاہدین افریقہ کے صحرا اور فرانس کی کوہ پیرانیز کے دامن میں موجود تھے، ترکستان ہمارے زیرنگیں ہو چکا تھا، ہمارے مجاہدین چین کی سرحدوں پر فروکش تھے۔ اسلام کم سے کم وقت میں پھیلنے والا دین بن چکا تھا۔ میں انگریز مؤرخین کی اس بات کو قبول کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا۔ جس کی بے شمار مثالیں تاریخ میں موجود ہیں اور سب سے بڑی مثال حضرت عبیدہ بن جراحؓ کی ہے۔ جب انہیں قیصر روم کے ایک بڑے لشکر کی آمد کی خبر ملی تو انھوں نے جنگی مصالح کے بنا پر پسپائی اختیار کرنے کی بات سوچی تو انھوں نے ذمیوں کو بلا کر جزیہ (جسے انگریز اور بعض دیگر مؤرخین نے اسلامی ٹیکس کا نام دے رکھا ہے) جب مفتوح قوم کو واپس کیا اور کہا کہ چونکہ اب ہم تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے اس لئے تمہاری یہ رقم ہم واپس کر رہے ہیں تو عوام الناس نے کہا کہ ہماری دعاء ہے کہ آپ جلد از جلد واپس آئیں۔ یہ تو ہماری کامیابیاں جنگی اور دعوتی میدانوں میں تھیں۔

اب ذرا علمی میدان میں ہماری ترقی کا حال بھی جان لیجئے۔ موجودہ سائنسی اور سماجی علوم کے باوا آدم ہم تھے۔ کیمسٹری کا علم دنیا کو ہم نے دیا۔ ریاضی میں الجبرا جو دراصل ''الجبر والمقابلہ'' ہے اس کے موجد ہم ہیں۔ جغرافیہ سے ہم نے دنیا کو روشناس کرایا، طب کے باوا آدم ہم ایک عرصہ تک ہم رہے۔ شیخ ابن سینا کی کتاب القانون اور الشفاء انگلینڈ کی یونیورسٹیز میں پڑھائی جاتی رہی ہیں۔ اتنا ہی نہیں شیخ ابن سینا نے جن امراض کے لئے جو دوائیں تجویز کی تھیں انھیں دواؤں کا Active Principle آج ایلوپیتھی کی دواؤں میں مستعمل ہے۔

سرجری کے جو آلات الرازی نے بنا کر دیئے تھے وہ آج کی ماڈرن سرجری میں بھی رائج ہے۔ حد تو یہ کہ الرازی نے خون کو روکنے کے لئے گرم سلاخوں کا استعمال کیا تھا۔ آج کی ماڈرن سرجری میں وہ Dithermic knife کے نام سے موسوم ہے۔ وہ الرازی کی اسی تھیوری پر Based ہے۔ جب ہم میڈیکل کالج کے طالب علم تھے تو خون بند کرنے کے لئے Artery Forcep کا استعمال ہوتا تھا اور بعد میں نسیں باندھی جاتی تھیں۔ ستاروں کی چال جاننے کے لئے بڑی بڑی رسدگاہیں ہم

نے بنائیں۔جغرافیہ کا علم بھی ہم نے دنیا کو دیا۔تاریخ کی تدوین،فرائض اورالأنساب کا علم ہم نے دنیا کو دیا۔انجینئرنگ میں ہمارے کمال کا یہ عالم تھا کہ غرناطہ میں جو Water Supply System ہم نے بنا کر دیا تھا جسے سقوط غرناطہ کے بعد عیسائیوں نے بر بنائے تعصب توڑ ڈالا تھا۔اسے آج کا انجینئر بھی نہیں سمجھ سکا۔لہذا اس کی مرمت آج تک نہیں ہوسکی۔یہ سب کب تک تھا؟ چوتھی صدی ہجری تک تھا۔یہی وہ زمانہ تھا کہ جب زندگی کے تمام میدانوں میں ہماری ترقیات کا سورج نصف النہار پر تھا لیکن ہمارے سورج کو گہن لگنا شروع ہوگیا،وجہ کیا تھی؟ وجہ یہ تھی کہ اسی زمانہ میں یہ شوشہ چھوڑا گیا کہ اماموں کے امام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کی اتباع چھوڑ کر چار اماموں میں سے کسی امام کی اتباع ضروری ہے۔نتیجتاً ہم مسلکوں میں بٹ گئے اور ہماری اس تاریخ کو علامہ اقبالؒ نے اپنے اس شعر میں بیان کردیا ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

تاتاریوں کے حملے شام پر ہوتے رہتے تھے۔غازان جو تاتاریوں کا بادشاہ تھا ایک زمانے میں وہ دمشق تک پہنچ چکا تھا۔۱۲۹۵ء میں ایک بڑے لشکر کے ساتھ شام پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔حملے کی خبرسن کر حاکم شام نے راہ فرار اختیار کی۔شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ جو اپنی دعوت الی اللہ والرسول کی وجہ سے قید خانہ میں پابند سلاسل تھے قید خانے سے نکلے اور انھوں نے مومنانہ فراست سے کام لیتے ہوئے عام مسلمانوں کو جہاد کی دعوت دی اور خود اس جنگ میں بہ نفس نفیس شریک رہے۔مرج الصفر (شقحب) کے مقام پر تاتاریوں کو ایسی شکست ہوئی کہ تاتاریوں کے کسی گروہ کو دوبارہ شام پر حملہ کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔اس واقعہ کو علامہ اقبالؒ نے اپنے اس شعر میں بتایا ہے۔

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

سب سے بڑی بات یہ کہ فتح کے بعد جب حاکم شام اپنے وطن واپس آیا تو اس نے دعوت حق کے جرم میں شیخ الاسلام کو دوبارہ قید خانے پہنچا دیا جہاں انھوں نے اپنی بقیہ زندگی گزاری۔

چوتھی صدی ہجری کے بعد ماضی میں ہم نے کیا کیا غلط فیصلے کئے اور اس کے نتیجہ میں ملت اسلامیہ کو کن کن دشوار گذار حالات سے گذرنا پڑا وہ سب تاریخ کی کتابوں میں مرقوم ہیں۔میں ماضی بعید کی بات نہیں کروں گا میں ماضی قریب کے چند واقعات کا ذکر کروں گا جو ملت اسلامیہ کے لئے سم قاتل ثابت ہوئے۔

اٹھارہویں صدی کے وسط میں اصلاح دین کی دو تحریکیں بیک وقت دنیا میں اٹھیں۔ایک عرب کے خطہ نجد سے اور ایک ہندوستان سے احیاء سنت کی۔اس نجدی تحریک کے قائد تھے شیخ محمد بن عبدالوہاب تمیمیؒ اور ہندوستان میں اس تحریک کے قائد تھے حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ۔اسے اتفاق ہی کہیے کہ دونوں قائدین کی تاریخ اور سال پیدائش بھی ایک ہی ہے۔

درعیہ کے رئیس محمد بن سعود کی مدد کی وجہ سے شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کی اصلاح مذہب کی تحریک بہت جلد اطراف میں پھیل گئی۔چونکہ شریف مکہ نے اس تحریک کے حاملین کے لئے حج کے دروازے بند کر رکھے تھے لہذا محمد بن سعود کے پوتے امیر سعود بن عبدالعزیزؒ نے مکہ اور مدینہ پر قبضہ کرلیا اور حاملین سنت کے لئے حج کا دروازہ کھل گیا۔یہ چیز ترکی خلافت کو کہاں منظور تھی؟ ترکی خلافت سے خدیو مصر محمد علی پاشا کو حکم ہوا کہ نجدیوں کو ختم کردو،ان کے سردار کو گرفتار کرکے قسطنطنیہ بھیج دو۔امیر سعود بن عبدالعزیز کا انتقال ہو چکا تھا اور ان کے جانشیں امیر عبداللہ سے جنگ ہوئی اور امیر عبداللہ کو شکست ہوئی اور انھیں گرفتار کرکے قسطنطنیہ بھیج دیا گیا جہاں انھیں موت کی سزا دی گئی۔

دوسری تحریک جو ہندوستان میں علم حدیث کے احیاء اور اشاعت کے لئے اٹھی اس کے محرک حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ تھے۔شاہ ولی اللہ کے زمانے میں دینی حلقوں کا کیا حال تھا اس کے بارے میں مولانا علی میاں لکھتے ہیں کہ دینی حلقوں میں بدعات،رسوم جاہلیت،غیر مسلموں کی تقلید اور غیر اسلامی شعائر اختیار کرنے کا دھواں چھایا ہوا تھا جس کے اندر سے اصل اسلام کی صورت زیبا دیکھنی مشکل تھی۔(تاریخ دعوت وعزیمت) شاہ ولی اللہؒ کی حیات تک تو یہ تحریک پوری طرح سرگرم رہی لیکن ان کے انتقال کے بعد جب شاہ عبدالعزیزؒ صاحب مدرسہ رحیمیہ دہلی کی مسند پر رونق افروز ہو رہے تھے تو ان کی دستار فضیلت باندھنے کے بعد مولانا فخرالدین نے ان سے کہا کہ آپ کے والد بزرگوار کے دامن پر ایک دھبہ لگ چکا ہے،تمہارا کام ہے کہ تم اسے صاف کردو۔دھبہ سے مراد تقلیدانہ مذاہب سے انکار ہے۔بقول مولانا آزاد شاہ عبدالعزیز نے ان کی یہ درخواست قبول کرلی اور شاہراہ عام پر چلنے میں عافیت سمجھی اور احیاء سنت کی تحریک دھیمی پڑنے لگی۔لیکن اسی دور میں شاہ ولی اللہؒ کے پوتے شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ نے اپنے دادا کی احیاء سنت کی تحریک کو زندہ رکھنے کی پوری کوشش کی حتی کہ اپنی بیوہ چچازاد بہن کا نکاح بھی کرایا۔شاہ اسماعیل شہیدؒ کی بالاکوٹ میں شہادت کے بعد شاہ محمد اسحاق کی مکہ ہجرت تک ولی اللہی خانوادہ اسی راہ پر چلتا رہا جس پر شاہ عبدالعزیزؒ نے انھیں چھوڑا تھا۔بلاشبہ حدیث کا درس مدرسہ رحیمیہ دہلی میں جاری رہا لیکن اس پر عمل کی تلقین نہ کے برابر تھی۔شاہ اسحاق کے مکہ مع اپنے خانوادے کے ہجرت کرجانے کے بعد جب شیخ الکل فی الکل میاں سیدنذیر حسین بہاری ثم الدھلویؒ جب مدرسہ رحیمیہ دہلی کی مسند پر رونق افروز ہوئے تو درس قرآن اور درس حدیث کے ساتھ ساتھ عمل بالحدیث کا غلغلہ بھی بلند ہوا۔ایسا نہیں ہے کہ میاں

سیدنذیرحسینؒ کے مدرسہ رحیمیہ کی مسند پررونق افروز ہونے کے بعد دوسرے مسالک کے لوگوں کے لئے مدرسہ رحیمیہ کا دروازہ بند ہوگیا۔ان کے شاگردوں میں غالی حنفی مقلد مولوی عبدالحق بھی تھے جو مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ کے ہم سبق بھی تھے۔ جنہوں نے تقلید پر مرشدآباد میں مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ سے مناظرہ بھی کیا تھا جو مناظرہ مرشدآباد کے نام سے جانا جاتا ہے۔

شاہ عبدالعزیزؒ کے انگریزوں سے جہاد کے فتوی کے بعد سید احمد شہیدؒ کی قیادت میں جو فوج انگریزوں سے لڑنے کے لئے تیار کی گئی تھی اس میں دونوں طرح کے لوگ شامل تھے۔ایک وہ جو تقلید کے قائل تھے جس کی قیادت مولانا عبدالحئی بڑھانوی کے ہاتھوں میں تھی۔دوسرے شاہ اسماعیلؒ جو ہندوستان میں احیاء سنت کے سرخیل تھے۔ ڈبلوڈبلو ہنٹر نے اپنی کتاب "ہمارے ہندوستانی مسلمان" میں لکھا ہے کہ سید احمدؒ کا کمال یہ تھا کہ انھوں نے دو بالکل مختلف الخیال لوگوں کو ایک ساتھ جمع کر لیا تھا۔شاطر انگریزوں نے سکھوں کو ان کے خلاف لاکرکھڑا کر دیا۔اتنا ہی نہیں بلکہ اس تحریک کا ڈانڈا شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کی اصلاح دین کی تحریک سے جوڑ کر اسے غیر ملکی تحریک ثابت کر کے وہابی مومنٹ کا نام دیدیا۔مشہور مؤرخ ڈاکٹر تاراچند نے لکھا ہے کہ وہابی مومنٹ کا ذکر کئے بغیر ہماری آزادی کی تاریخ نامکمل ہے۔سید احمد شہیدؒ اور شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کی شہادت کے بعد تقلید جامد کے حاملین اس تحریک سے نہ صرف الگ ہوئے بلکہ ہندوستان میں احیاء سنت کے عاملین کے جانی دشمن بن گئے۔

۱۸۵۷ء میں جو جنگ انگریزوں کے خلاف ملک کی آزادی کے لئے لڑی گئی اور جسے انگریز مؤرخین غدر کہتے ہیں، دہلی پر انگریزوں کے قبضہ کے بعد علماء،عوام اور خواص سبھی کو تختہ دار پر پہنچا دینے کے لئے یہ کہنا کافی تھا کہ یہ وہابی ہے۔چنانچہ حضرت میاں صاحب بھی تختہ دار تک پہنچا دیئے گے۔لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ سولی دینے والے نے کہہ دیا کہ یہ تو نابائی ہے اور حضرت میاں صاحب کی تختہ دار سے واپسی ہوگئی۔جب میاں صاحب حج کے لئے گئے تو ان کے ساتھ شریف مکہ اور اسکے حواریوں نے کیا کیا؟ وہ سب تاریخ میں مرقوم ہے۔دہلی میں پھانسی کا سلسلہ ۱۸۵۸ء تک چلا اور اس کے بعد باقاعدہ مقدمہ چلا کر انھیں سزائیں دی جانے لگیں تھیں۔انڈمان کی تاریخ گواہ ہے کہ ۱۸۵۸ء سے ۱۸۷۲ء تک جو بھی قیدی انڈمان (کالاپانی) بھیجے گئے ان سب پر وہابی کا لیبل چپکا ہوا تھا۔تقلید کے حاملین کے ایک دو صاحبان جن پر غلطی سے وہابیت کا لیبل چپک گیا اور انڈمان بھیجے گئے انھوں نے انگریزوں سے نہ صرف معافی مانگی بلکہ وفاداری کا بھی عہد کر کے ساورکر کی طرح قیدو بند سے نجات حاصل کی۔مولانا عبدالرحیم صادقپوریؒ نے اپنی سزا کی پوری مدت انڈمان میں کاٹی۔کسی وہابی نے معافی کی حکومت سے درخواست نہیں کی۔سزا پوری ہونے پر گھر لوٹے یا پھر وہیں دفن ہونا پسند کیا۔

ہندوستان میں اس مکتبۂ فکر کے لوگوں نے انگریزوں سے مل کر تحریک احیاء سنت کے حاملین کے اکابرین کے ساتھ کیا کیا نہیں کیا؟ نواب صدیق حسن خان کو بھوپال کی نوابی سے معزول کرایا۔ان کے چند عزیزوں کو اتنا تنگ کیا گیا کہ انھوں نے مکہ ہجرت کرنے میں عافیت سمجھی۔ان کے خاندان کے چند افراد سے مکہ میں اتفاقاً میری ملاقات بھی ہوچکی ہے۔مولانا ابراہیم آرویؒ کو مکہ ہجرت کرنا پڑا۔مولانا عبد العزیز رحیم آبادیؒ کی گرفتاری کے وارنٹ نے آخری عمر تک پیچھا نہیں چھوڑا۔یہ سارا معاملہ تو خواص کے ساتھ تھا۔ہندوستان میں عاملین سنت عوام کے لئے مساجد اور عید گاہوں کے دروازے بند کردیئے گئے اور قبرستانوں میں ان کے مردوں کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی۔

سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ آج وطن عزیز میں امت مسلمہ جس مشکل دور سے گذر رہی ہے وہ سبھی دانشوروں کی نظر میں ہے۔اس کے باوجود اسی فکر کے ایک تربیت یافتہ نے بے ساختگی میں پارلیمنٹ میں یہاں تک کہہ دیا کہ اہلحدیث دہشت گرد ہیں۔یہ اسی فکر کی غمازی کرتا ہے جو ان کو ان کے بزرگوں سے انھیں وراثت میں ملی ہے۔

یہ تو ایک ہلکی سی تاریخی جھلک تھی۔اصلاح دین اور ردوا الی اللہ والرسول کی جو تحریکیں اٹھیں اس کے ساتھ ارباب اقتدار اور اکابرین امت نے کیا سلوک کیا سب تاریخ کے اوراق میں موجود ہے۔جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ ماضی قریب میں جو غلط فیصلے ہم سے سرزد ہوئے میں انکی باتیں کروں گا اور اس کے نتیجہ میں امت مسلمہ کو جن حالات کا سامنا ہے وہ سب ہمارے اور آپ کے سامنے ہے۔

(۱) 1939ء میں جب دوسری جنگ عظیم چھڑنے والی تھی تو ترکی خلافت جو دراصل مسلمانوں کی سب سے بڑی طاقت و رحکومت تھی نے فاشسٹ طاقتوں یعنی ہٹلر اور مسولینی کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔لیکن اس جنگ میں انھیں شکست ہوئی۔ خلافت جس کی حالت اس وقت مرد بیمار جیسی ہی تھی ختم کر دی گئی۔خلافت کی کیا اہمیت تھی اسے مولانا محمد علی جوہر جیسے دانشوروں نے سمجھا۔لہٰذا خلافت کو ختم کرنے کے خلاف آواز اٹھائی۔

(۲) 1942ء میں دوسری جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد جب فاتح قوم دنیا کا نیا نقشہ ترتیب دے رہی تھی، جرمنی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دیوار اٹھائی جارہی تھی۔عین اسی زمانے میں فلسطین کی تقسیم کا عمل بھی شروع ہوا۔فاتح قوم یہودیوں کو فلسطین کا تین حصہ اور مسلمانوں کو ایک حصہ دے رہی تھی۔مولانا وحیدالزماں نے اپنے سفرنامہ مصر اور فلسطین میں لکھا ہے کہ شیخ ابن بازؒ کی رائے تھی کہ اس فیصلے کو قبول کر لیا جائے۔ہم نے کہا کہ نہیں ہم پورا لیں گے۔دیوار برلن گرائی جا چکی اور فلسطینیوں کا کیا حال ہے ہم اور آپ خود دیکھ رہے ہیں۔یہی نہیں بلکہ شیخ ابن بازؒ

کے انتقال کے بعد صرف سعودی عرب ہی نہیں بلکہ پورے عالم عرب کا جو حال ہے اس کا مشاہدہ ہم خود کھلی آنکھوں سے کر رہے ہیں۔

(۳) 1953ء میں مصر میں جنرل نجیب اور کرنل جمال عبد الناصر نے شاہ فاروق کے خلاف بغاوت کر کے شاہ فاروق کو جلاوطن کر دیا۔ اس کے بعد جمال عبد الناصر نے جنرل نجیب کو بھی کنارے لگا کر مصر کی کرسی صدارت خود سنبھال لی ان کا نعرہ تو ہونا چاہئے نحن اهل الاسلام لیکن ان کا نعرہ **نحن أبناء الفراعنة** (ہم فرعونوں کی اولاد ہیں) ہوا۔ کرنل ناصر کی چند باتوں پر مولانا علی میاں نے گرفت کی تو اس نے پنڈت نہرو سے شکایت کی اور پنڈت نہرو نے مولانا کو بلا کر کہا کہ آپ ایسی باتیں نہ لکھیں جس سے ہمارے تعلقات دوست ممالک سے خراب ہوں۔ بلاشبہ کرنل ناصر نے مصر کی ہوائی طاقت روس کی مدد سے کافی بڑھالی تھی اور اسی کے بل پر اسرائیل کو للکارنا شروع کر دیا اور اپنی فوجی طاقت کے نشہ میں فوج کو سرحد کی طرف روانہ ہونے کا حکم دے دیا۔ مصر کی ہوائی طاقت کا کیا حال ہوا چند گھنٹوں کے اندر مصر کی ہوائی طاقت زمیں بوس کر دی گئی۔ اور بقول شاعر

اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

ہوائی شیلٹر نہیں ہونے کی وجہ سے ہزاروں مصری فوجی شہید ہو گئے۔ اسرائیلی فوج نے شام کی گولان پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا اور سب سے بڑی بدنصیبی یہ ہوئی کہ بیت المقدس ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا جو آج یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔

1991ء میں صدام حسین جو امریکہ کو للکار رہے تھے، امریکہ کے ایک سفارت کار کے اتنا کہنے پر کہ عرب ممالک کے درمیان اگر جنگ ہوتی ہے تو امریکہ غیر جانب دار رہے گا، صدام حسین نے کویت پر حملہ کر دیا۔ ایک دشمن ملک کا وعدہ اور اس پر اعتبار بریں عقل و دانش بباید گریست۔ ہمارے اردو میڈیا نے صدام حسین کو قوم کا ہیرو بنا دیا۔ صدام حسین کی قد آدم تصویر دو دو چار چار سو میں فروخت ہونے لگی۔ لوگ اپنے بچوں تک کا نام جن کی پیدائش اس جنگ کے دوران ہوئی صدام حسین رکھ ڈالا۔ اس سلسلے میں ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا جس کا میں ذکر کرنا چاہوں گا۔

دار العلوم احمدیہ سلفیہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ عوام الناس خواہ ان کا تعلق خواہ کسی مسلک سے ہو وہ جمعہ کی نماز اس کی جامع مسجد میں ادا کرنے میں ہچکچاہٹ نہیں محسوس کرتے۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ بہتر سمجھتے ہیں تو غلط نہیں ہوگا۔ جمعہ کا دن تھا اور خطبہ ابا جان (ڈاکٹر سید عبد الحفیظ سلفیؒ) کا تھا۔ ابا جان نے یہ دعا کی کہ اے اللہ اس جنگ میں جو حق پر ہو اسے فتح عطا فرما۔ دوسرا دن سنیچر کا تھا اور میرا اطراف کے گاؤں میں دار العلوم کی مالیات کے سلسلے میں سالانہ دورے کا پروگرام پہلے سے طے تھا۔ دس ساڑھے دس بجے کا وقت رہا ہوگا، ہم اپنے کام میں مشغول تھے کہ ایک نوجوان ہمارے قریب آیا اور کہنے لگا آپ سلفیہ کے لئے چندہ کر رہے ہیں جب کہ ڈاکٹر سید عبد الحفیظ سلفی نے صدام کے لئے بددعا کی ہے۔ وفد کے کچھ ارکان نے جواب دینا چاہا لیکن میں نے انھیں روک دیا کہ آپ حضرات مجھے جواب دینے دیں۔ میں نے اس نوجوان سے کہا کہ پہلی بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی دعا یہ تھی کہ جو حق پر ہو اس کو فتحیاب کیجئے۔ دوسری بات یہ کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ طارق عزیز جو صدام حسین کا وزیر خارجہ ہے اس کا مذہب کیا ہے؟ اس نوجوان نے فوراً کہا مسلمان ہے اور کیا۔ میں نے کہا نہیں، وہ عیسائی ہے اور اس کا پورا نام طارق یوحنا عزیز ہے۔ کچھ دیر کے بعد وہ نوجوان واپس آیا اور مجھ سے معافی مانگی کہ میں نے آپ کے ساتھ گستاخی کی ہے جس کی معافی چاہتا ہوں میں نے کہا کوئی بات نہیں۔ اس غلط فہمی میں آپ ہی نہیں بلکہ بہت سارے لوگ مبتلا ہیں۔

ایران میں جب خمینی صاحب نے رضا شاہ پہلوی کو ملک بدر کیا اور ایران کے ساتھ لفظ اسلامیہ اور جمہوریہ جڑا تو ہمارے جمہوریت پسند قلمکاروں کے قلم کی جولانی دیکھنے کے قابل تھی۔ اسی زمانہ میں مؤرخ اور مفکر اسلام مولانا علی میاں مولانا منظور نعمانی کی کتاب "شیعیت، خمینی اور اسلام" پر مقدمہ لکھ رہے تھے کیوں کہ مورخ اسلام شیعیت کے بانی اور شیعیت کی پوری تاریخ سے واقف تھے۔

جب میں یمن کے جمہوری طریقہ سے چنے گئے صدر عبد ربہ منصور ہادی کو اس کی کرسی صدارت پر متمکن کرانے والوں کے خلاف ان کے قلم کی گل افشانیاں دیکھتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں کیا عبد ربہ ہادی Elected President نہیں ہیں۔

یہ تو پورے عالم اسلام میں امت کے رہنما اور صاحب اقتدار سے کیا کیا غلطیاں سرزد ہوئیں ان کا ایک ہلکا سا تاریخی خاکہ تھا۔ ورنہ امت سے سرزد غلط فیصلوں سے ہماری پوری تاریخ بھری پڑی ہے۔ اب ہم ذرا ان تحریکوں کا جائزہ لیتے چلیں جو انگریزوں کے ملک پر اقتدار مضبوط ہونے کے رونما ہوئیں۔ انگریزوں نے پورے ملک پر قبضہ مضبوط کرنے کی غرض سے ڈبلو ڈبلو ہنٹر کو ذمہ داری سونپی کہ وہ یہ پتہ چلائے کہ ان مسلمانوں کو کیسے مغلوب کیا جا سکتا ہے۔ ڈبلو ڈبلو ہنٹر نے جو رپورٹ پیش کی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تک مسلمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کے لائے ہوئے دین پر قائم رہیں گے ان کو سرنگوں کرنا ناممکن ہے چنانچہ اس دور میں انگریزوں کے اشارے پر دو تحریکیں شروع کی گئیں۔

(۱) ایک تحریک قادیانیت تھی جس کے قائد تھے غلام احمد قادیانی۔ یہ تحریک معتزلہ کی طرح اسلام کی جڑ پر حملہ تھی۔

(۲) دوسری جو بریلوی تحریک تھی۔ اس تحریک میں آنحضور صلی اللہ وسلم فداہ ابی وامی کی ذات گرامی میں کس قدر غلو تھا اسے سمجھنے کے لئے حالی کے یہ اشعار دیکھئے۔

گرچہ یہ اشعار امت کی عمومی حالت کی عکاسی کرتے ہیں، لیکن غور کیجئے تو اس

صورتحال کواس تحریک نے بھی فروغ دیا۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

اماموں کا رتبہ تو ہم چوتھی صدی ہجری کے اخیر میں بڑھا چکے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی میں غلو نے ہمیں کہاں پہنچا دیا وہ بھی ملاحظہ ہو۔

(۱) وطن عزیز کی آزادی کی جنگ چل رہی تھی۔ مسٹر جناح جو اسماعیلی شیعہ تھے۔ انھوں نے دوقومی نظریہ پیش کیا کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں۔ مولانا آزاد اور مولانا محمد علی جوہر اس نظریہ کے سخت خلاف تھے۔ لیکن اس وقت مسٹر جناح کا نعرہ تھا ''لڑ کے لیں گے پاکستان، لے کر رہیں گے پاکستان'' مسٹر جناح کی خودغرضی بھی ملاحظہ ہو۔ آخر میں انھوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ ایک رومال کے برابر زمین بھی پاکستان کے نام پر ملے گی تو ہم اسے قبول کرلینگے۔ تقسیم کے بعد کیا ہوا وہ سب تاریخ کے اوراق میں موجود ہے۔ تقسیم وطن کے بعد لٹے پٹے جو مسلمان پاکستان گئے وہ آج بھی مہاجر ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ جیسے جیسے مؤرخین تحقیق کر رہے ہیں یہ بات سامنے آرہی ہے کہ تقسیم کے ذمہ دار نہ صرف وہ مسلمان ہیں جو جناح کے ساتھ تھے بلکہ وطن عزیز کے دوسرے لوگ بھی ہیں۔

(۲) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی بات آئی تو پاشا صاحب نے بغیر کسی تیاری کے سپریم کورٹ میں مقدمہ دائر کردیا اور وہاں سے جو فیصلہ آیا اس کا نتیجہ آج تک ملت بھگت رہی ہے۔

(۳) طلاق ثلاثہ کے معاملے میں کیا ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ لوگوں نے طلاق کو مذاق بنالیا تو بحیثیت اولی الامر یہ حکم دیا کہ تمہاری سزا یہ ہے کہ تم میاں بیوی علاحدہ ہو جاؤ۔ اگر ان پر حکم تعزیری نہیں ہوتا تو یہ نہیں فرماتے کہ آئندہ اگر کسی نے ایسا کیا تو میں اس کی درے سے خبر لوں گا۔ کیا ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس تعزیری حکم پر اصرار کر کے ہم نے اغیار کے لئے مداخلت فی الدین کا راستہ نہیں کھول دیا؟

(۴) بابری مسجد کا معاملہ ٹھنڈے بستہ میں پڑا تھا۔ بابری مسجد ایکشن کمیٹی بنائی گئی۔ اس کے صدر جناب سید شہاب الدین صاحب بنائے گے۔ اراکین کے مشورہ پر صدر صاحب کا اعلان ہوا کہ فلاں جمعہ کو جمعہ کی نماز بابری مسجد میں ادا کریں گے۔ جمعہ کی نماز تو بابری مسجد میں ادا نہیں ہوسکی البتہ بابری مسجد کی شہادت ضرور ہوگئی۔ مشہور صحافی خشونت سنگھ نے لکھا ہے کہ جب میں آر۔ایس۔ایس کے ایک قد آور نیتا کے ڈرائنگ روم میں گیا تو میں نے سید شہاب الدین کی بڑی سی تصویر دیکھی تو میں نے ان سے پوچھا کہ یہ تو آپ کے دشمن ہیں پھر ان کی تصویر آپ کے ڈرائنگ روم میں؟ آر۔ایس ایس کے لیڈر کا جواب تھا ہم روز صبح ان کی تصویر کو پرنام کرتے اور پھول بھی چڑھاتے ہیں کیوں کہ انھوں نے ہمیں بیدار کردیا ہے۔ شری کرشن کانت صاحب ملک کے نائب صدر تھے۔ مولانا علی میاں کے چند رفقاء کار نے شری کرشن کانت سے اس مسئلہ کے حل کے لئے ملے تو شری کرشن کانت نے کہا کہ میں تو اس کے حل کے لئے اپنے لوگوں کو تیار کرلوں گا۔ آپ پہلے اس حل کے لئے اپنے لوگوں سے بات کریں۔ چنانچہ جب یہی حل ایک مذہبی لیڈر صاحب کے سامنے رکھا گیا تو انھوں نے فرمادیا کہ میری یہ شرائط ہیں اگر آپ اسے پوری کرسکیں تو میں تیار ہوں لہذا بابری مسجد کے حل کا معاملہ وہیں کا وہیں ٹھپ ہوگیا۔

ابھی چند ماہ پہلے سپریم کورٹ کی نگرانی میں جو مصالحتی کمیٹی بنائی گئی وہ مصالحت کے ایک نتیجہ پر تقریباً پہنچ چکی تھی اور سارے فریق مصالحت کے اس فارمولے کو تسلیم کرنے کے لئے تیار تھے لیکن ایک جماعت کے لوگوں نے یہ کہا کہ نہیں یہ زمین کی ملکیت کا معاملہ ہے، ہم کیس جیت لیں گے۔ سپریم کورٹ کی نگرانی میں جو مصالحت ہوتی اس کی قانونی حیثیت ہوتی۔

بابری مسجد کے سلسلہ میں مصالحتی تجاویز کورد کرتے وقت نہ تو ہمیں فلسطین کے سلسلہ میں اقوام عالم کے فیصلے رد کرنے کے نتائج یاد رہے اور نہ ہی بصرہ کی وہ مسجد جو حضرت عمرؓ ہی کے دور خلافت میں بعض مصالح کی بنا پر دوسری جگہ منتقل کی گئی تھی اور نہ ان حضرات کو صلح حدیبیہ کی یاد آئی جس پر آپ صلی اللہ وسلم فداہ ابی وامی کے دستخط کے بعد بعض صحابہ نے یہاں تک کہہ دیا کہ اے اللہ کے رسول کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ اور آپ صلی اللہ وسلم فداہ ابی وامی کبیدہ خاطر ہوکر اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے اور اسی صلح حدیبیہ کو قرآن نے فتح مبین قرار دیا ہے۔

ان تاریخی حقائق کی روشنی میں تاریخ کے ایک ادنی طالب علم کی حیثیت سے کیا میں یہ سوچنے اور کہنے میں حق بجانب نہیں ہوں کہ جب سے ہم نے اماموں کے امام محمد عربی صلی اللہ وسلم سے بے وفائی کر کے چاروں امام میں سے کسی ایک امام کی اتباع کو اپنے لئے لازم قرار دیا ہے تو اس کی پاداش میں '' کہیں ہم سے مومنانہ فراست چھین تو نہیں لی گئی'' ہے؟ جس کا ذکر فاضل کالم نگار نے اپنے مضمون میں کیا ہے۔

☆☆☆

گناہوں کی جڑ

فضل اللہ انصاری سلفی

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَايَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ (الفرقان:٦٨)

اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو نہیں پکارتے ہیں اور اس جان کو ناحق نہیں مارتے ہیں جسے اللہ نے حرام قرار دیا اور نہ ہی وہ زنا کرتے ہیں۔

اس آیت کے ضمن میں حافظ ابن قیم الجوزیہؒ فرماتے ہیں کہ اصول المعاصی کلها کبارها وصغارها ثلثة – تعلق القلب بغیر الله وطاعة القوة الغضبية والقوة الشهوانية – وهى الشرك والظلم والفواحش (الفوائد ١٢٢) تمام معاصی اور گناہ صغیرہ وکبیرہ کی جڑ تین چیزیں ہیں (۱) غیر اللہ سے دل کا متعلق ہونا (۲) قوت غضبیہ اور (۳) قوت شہوانیہ کی پیروی شرک ظلم اور فواحش انہی سے منتج ہوتے ہیں مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے گویا ان تینوں کو ہی جمع کر دیا ہے۔

انسان جب غیر اللہ سے اپنا دل لگا بیٹھتا ہے تو پھر اللہ کی ذات وصفات اور افعال وارادے میں وہ دوسرے کو شریک ٹھہرانے سے دریغ نہیں کرتا اور اس طرح سے شرک جیسے عظیم جرم کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے جس کے لئے اللہ اس کو کبھی معاف نہیں کر سکتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاً بَعِيْدًا (نساء:١١٦)

اللہ پاک اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو معاف نہیں فرماتا اور اس کے سوا جسے چاہے معاف فرمادے اور جس نے شرک کیا وہ راہ سے بہت دور بھٹک گیا۔ اس آیت کے ضمن میں شاہ اسماعیل شہیدؒ رقمطراز ہیں کہ اللہ کی راہ سے بھٹکنا یہ بھی ہے کہ انسان حلال وحرام میں تمیز نہ کرے، چوری کرے، بیکاری میں مبتلا رہے، نماز روزہ چھوڑ بیٹھے، بیوی بچوں کی حق تلفی کرنے لگے۔ ماں باپ کی نافرمانی پر تلا رہے۔ لیکن جو شرک کی دلدل میں پھنس گیا، وہ راہ سے زیادہ بھٹک گیا، کیونکہ وہ ایک ایسے گناہ میں مبتلا ہو گیا، جس کو حق تعالیٰ بلا توبہ کبھی معاف نہیں فرمائے گا۔ شاید اور تمام گناہوں کو اللہ تعالیٰ بلا توبہ معاف بھی فرمادے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۱)

اسی لئے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا ابن ادم انك لولقیتنی بقراب الارض خطایا ثم لقیتنی لا تشرك بی شیئا لا تینك بقرا بها مغفرة (ترمذی ومشكوة)

یعنی اے آدم کے بیٹے! اگر تو مجھ سے دنیا بھر کے گناہوں کے ساتھ ملے، مگر میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں دنیا بھر کی بخشش لے کر تجھ سے ملوں گا۔ اللہ کتنا غفور ورحیم ہے اور وہ اپنے بندوں کے گناہ کی مغفرت کس حد تک فرماتا ہے، الا یہ کہ وہ شرک جیسے گناہ کا مرتکب نہ ہو، جس کے بارے میں حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (القمان:١٣) اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا، شرک یقیناً بڑا بھاری ظلم ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا اے اللہ کے رسول! سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ فرمایا تو کسی کو اللہ جیسا سمجھ کر پکارے، حالانکہ اللہ نے تجھے پیدا کیا ہے (بخاری ومسلم)

تب ہی تو شرک سے بچنے کی سخت تاکید کرتے ہوئے اللہ کے رسول ﷺ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ لا تشرك بالله شیئا وان قتلت اوحرقت (مسند احمد) اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کر خواہ تجھے مار ڈالا جائے یا جلا دیا جائے۔

شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے بجا فرمایا کہ

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

انسان کا دل جب غیر اللہ سے متعلق ہو جاتا، وہ اس سے لو لگانے لگتا اور اسی کو اپنے دکھ درد کا مداوا سمجھنے لگتا تو پھر اس کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے بھلا وہ کیسے رک سکتا ہے۔ لیکن جب اللہ واحد کو ہی اپنا الہ ومعبود حقیقی سمجھ کر اس کے سامنے سر عبودیت خم کرتا ہے تو پھر اسے نہ 'کسی' غیر کی حاجت رہتی اور نہ ہی وہ کسی اور کو اپنا حاجت روا سمجھتا ہے ایک سجدہ کر کے وہ ہزار سجدوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور توحید کو اپنا کر شرک جیسے گناہ عظیم سے بچ جاتا ہے، جب انسان ہر طرح کے بڑے چھوٹے گناہوں کے ارتکاب کا عادی ہو جاتا ہے تو پھر کسی طرح کی معصیت کے کام سے وہ گریز نہیں کرتا جیسا کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

قوت غضبیہ سے مراد غیظ وغضب اور غصہ ہے، جو ہر انسان کی فطرت میں کم وبیش ودیعت ہے، مگر اس سے بچنا بہر حال مفید اور سود مند ہے کیونکہ اس کے اثرات ونتائج نہایت ہی مضر ثابت ہوتے ہیں اور جب یہ حد سے سوا ہوتا ہے تو پھر اس کا انجام ظلم وزیادتی اور قتل وخوں ریزی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ غصہ کی حالت میں انسان بڑے چھوٹے کی تمیز کھو بیٹھتا ہے اور جس طرح کھولتے ہوئے پانی میں چہرہ نہیں دکھائی دیتا۔ اسی طرح غصہ کی آگ میں جلے اور تپے ہوئے آدمی کو سامنے کے کسی بھی مخاطب

کی پرواہ نہیں رہ پاتی۔ اسے جومن میں آتا ہے بول جاتا ہے اور جو طبیعت نے چاہا کرگزرتا ہے ۔ سب وشتم ، گالی گلوچ اور بدگوئی وفحش کلامی، غصے میں جوآیا وہ کرگزرتا ہے۔قرآن مجید میں ایسے لوگوں کی تعریف کی گئی ہے جو غصہ پی جاتے ہیں اورلوگوں کی غلطیوں سے درگذر کرتے ہیں۔

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (آل عمران:١٣٤)

وہ لوگ جوخوشحالی وتنگی (سب حال میں) خرچ کرتے ہیں، غصہ کو پی جانے والے اورلوگوں (کی غلطیوں) سے درگذرکرنے والے ہیں اور اللہ نیک کاروں کو پسند کرتا ہے۔اس لئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف میں اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ

ليس الشديد بالصرعة، انما الشديد الذى يملك نفسه عند الغضب (متفق عليه) یعنی بہادر وہ نہیں جو پچھاڑنے والا ہو بلکہ بہادر وہ ہے۔ جوغصہ کے وقت خود پر قابو رکھے۔شیخ سعدیؒ کہتے ہیں۔

نہ مردآں کس است بنزدیک خردمند
کہ باپیل داماں پیکار جوید
بلے مردآں کس است نہ روئے تحقیق
کہ چوں خشم آیدش باطل نہ گوید

عقل مند کے نزدیک مرد (بہادر) وہ نہیں جو ہاتھی سے برسرمقابلہ ہو، بلکہ درحقیقت بہادر وہ ہے کہ جسے غصہ آئے تو بیکار کی نہ بولے۔ پھرغصہ کی حالت میں انسان صرف بیکار کی ہی بول کرنہیں رہ جاتا، بلکہ بہت کچھ کربھی جاتا ہے۔ گستاخی وبدتمیزی اور ہاتھاپائی کچھ کرگذرنے سے دریغ نہیں کرتا کیونکہ غصہ تو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اوروہ چاہتاہی رہتا ہے کہ انسان سے اس طرح کی غلطیاں سرزد ہوجاتی ہیں۔اس لئے اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ

ان الغضب من الشيطان وان الشيطان خلق من النار وانما تطفأ النار بالماء فاذا غضب احدكم فليوضأ (ابوداؤد) یعنی غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اورشیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اورآگ پانی سے بجھائی جاتی ہے۔اس لئے جب تم میں کا کوئی غصہ کرے تو چاہیے کہ وہ وضوکرلے۔

تیسری چیز جس کوتمام معاصی کی جڑ قرار دیا گیا ہے، وہ ہے قوت شہوانیہ یہی چیز فواحش اورزنا کا داعیہ بنتی ہے۔ یہ قوت جب کسی انسان کے اندر تیز ہوجاتی ہے تو وہ فحش کاری بدفعلی اورزنا جیسے گناہ کاارتکاب کربیٹھتا ہے ۔ جوبہرحال گناہ کبیرہ ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے کہ

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا (الاسراء:٣٢) یعنی گناہ کے قریب مت بھٹکو، وہ بڑی بے حیائی کا کام اور بہت بری راہ ہے۔

زنا جیسے جرم عظیم اوراس کے مہلک اثرات ونتائج کے پیش نظر ہی اسلام ایسی چیزوں کا سدباب کرتا ہے، جوفحش کاری اورزنا کے لئے داعیہ بن سکتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے جہاں مومن مردوزن کو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے وہاں انہیں نظر جھکائے رکھنے کی بھی ہدایت کی ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ (النور:٣٠-٣١)

مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اوراپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے حق میں زیادہ پاکیزہ ہے۔ یقیناً جو کچھ لوگ کرتے ہیں، اس سے اللہ باخبر ہے۔اورمومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اوراپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

ان دونوں آیتوں میں مرداورعورت دونوں کوایک دوسرے کی طرف دیکھنے سے منع کیا گیا ہے اورشرمگاہوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ نگاہیں پست رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔کیونکہ آنکھیں دل کی ترجمان، نظرفتنہ پرداز اور داعیہ زنا بن جاتی ہیں۔ جب ایک دوسرے کی نظر ملے گی تو دل میں جگہ بنے گی، جب جگہ بنے گی تو وعدہ لقاء ہوگا پھروعدہ وفا ہوگا پھروہ جسے زنا کہا جاتا ہے۔اسی لئے حدیث شریف کے اندرجنس مخالف پرحریصانہ نظرڈالنے کوآنکھوں کا زنا قرار دیا گیا ہے۔العينان تزنيان وزناهما النظر آنکھیں زنا کرتی ہیں اورآنکھوں کا زنا دیکھنا ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ يا على لا تتبع النظرة النظرة، فانما لك الاولى وليست لك الآخرة (احمد، ابوداؤد والترمذى) یعنی اے علی پہلی نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو۔پہلی نظر معاف ہے،لیکن دوسری نہیں۔

ازواج مطہرات کی شان میں نازل شدہ آیت:وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ (الاحزاب:٥٣) یعنی نبی کی ازواج سے جب تمہیں کوئی چیز مانگنا ہوتو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ تمہارے اوران کے دلوں کے لئے بھی پاکیزگی کا باعث ہے۔ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

مراد یہ ہے کہ ان خیالات سے دلوں کو پاک کیا جائے، جوعورتوں کے تعلق سے مردوں کے دلوں میں اورمردوں کے تعلق سے عورتوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی پردہ کرنے سے شک اورتہمت کے لئے گنجائش باقی نہیں رہتی اور یہ تحفظ کا بڑا اچھا ذریعہ ہے۔اس سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ کسی شخص کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ خوداعتمادی سے کام لے کرکسی اجنبی عورت کے پاس تنہائی میں رہے۔اس سے اجتناب کرنا بہتر ہے اور پاکدامنی وتحفظ عصمت کا باعث ہے۔(اسلام میں حلال وحرام ص٢٠٠)

☆☆☆

اسلام کا نظریہ انصاف

ایوب اسلامی دیودھا

یوں تو مذہب اسلام میں ان سارے امور کی بڑی اہمیت بتلائی گئی ہے جس کا تعلق اوامر واحکام سے ہے اوراس کے مطابق زندگی گذارنے والے کو دنیا وآخرت کی کامیابی کی بشارت وخوشخبری دی گئی ہے زیرنظر مضمون کا تعلق اسلامی عدل وانصاف سے ہے جس کے بغیر صالح اور صحت مند سماج ومعاشرہ کی بقاء محال ہے موجودہ پرفتن دور میں جہاں پر دیگر اسلامی اوامر واحکام کو مسلمانوں نے اپنی زندگی سے حرف غلط کی طرح نکال دیا ہے وہیں عدل وانصاف سے بھی کوسوں دور ہے جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ کوئی کسی پر اعتماد نہیں کرتا اور کسی کو اپنا سردار اور اولوالامر تسلیم نہیں کرتا۔

مذہب اسلام میں انصاف کی بڑی تعریف کی گئی ہے انصاف کرنے میں دوست ودشمن، رشتہ دار وغیر رشتہ دار ہم مذہب یا غیر، کسی کی بھی پشت پناہی اور رعایت نہیں کی جاسکتی رب کائنات نے اس کی فضیلت اور اس کے فائدے کو اس انداز میں بیان فرمایا ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا (النساء:۱۳۵)

قرآن بلاغت کی مذکورہ آیت کے ذریعہ بہت ہی پیاری دعوت دی گئی ہے کہ انصاف کرنے میں کسی رشتہ داری یا خیرخواہی یا امیری کی رورعایت مت کرو گویا کہ سارے امتیازات کو قطعا مٹا دیا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ شارع علیہ السلام محمد رسول اللہ ﷺ کے خیر قرن میں ہی قبیلہ مخزوم کی فاطمہ نامی عورت نے چوری کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس حدیث کی راوی ہیں وہ کہتی ہیں کہ اس عورت کی سفارش کے لئے قریشیوں نے حضرت اسامہؓ بن زید رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا جب حضرت اسامہؓ نے اپنا مدعا بیان فرمایا تو رسول صادق کا جلال ابل پڑا اورغصہ کے سبب آپ ﷺ کا روئے اطہر متغیر ہوگیا آپ نے ارشاد فرمایا: اے اسامہ کیا تم اللہ کی حد میں سفارش کروگے پھر آپ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے محض اس سبب سے ہلاک کردیئے گئے کہ ان میں اگر بڑے گھرانے کا آدمی جرم کرتا تو اس کی عزت اور خاندانی وقار کا لحاظ کرتے ہوئے اسے نظر انداز کردیا جاتا اور اگر غریب اور کمزور آدمی کوئی جرم کرتا تو اس پر شرعی حد کا نفاذ کیا جاتا اے لوگو سن لو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری سانس ہے اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اسکا بھی ہاتھ کاٹتا پھر اس مخزومیہ عورت کا ہاتھ کاٹا گیا۔(بحوالہ مشکوۃ جلد۲ر مرعاۃ المفاتیح/ فتح الباری وصحیح مسلم)

دوسرے مقامات پر اللہ رب ذوالکرم نے ببانگ دہل اعلان فرمایا: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (سورہ المائدہ:۸)

مذکورہ بالا آیت میں عدل وانصاف کو اقرب الی التقوی بتلایا گیا اور جو شخص درجہ تقویٰ کو پالے بلاشک وشبہ کامراں وکامیاب ہے۔ چونکہ جس کے اندر تقویٰ پایا جاتا ہے وہ اللہ کی کسی دوسری مخلوق پر ظلم وزیادتی، جبر واستبداد نہیں کرتا بلکہ وہ تمام مخلوقات کے حقوق کی ادائیگی پر آمادہ اور مستعد رہتا ہے۔اس آیت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ عدل وانصاف کیا جائے۔اسلام نے تو انصاف کے متعلق یہاں تک کہا کہ جب تم دو بیویوں میں انصاف کرنے پر قادر نہیں ہو تو دو بیوی مت رکھو قرآن بلاغت نے اس انداز میں وضاحت کیا ہے۔فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ (النساء:۳)

بچوں کے درمیان انصاف کرو، پرورش، تعلیم وتربیت، پیار ومحبت اور ترکہ وراثت میں مشہور حدیث ہے جس کو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ میرے ابا نے مجھے ایک غلام عطا کیا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کرکے کہا انی نحلت ابنی ھذا غلاما کہ اے نبی صادق صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام دیا آپ گواہ ہوجائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کیا تم نے اپنے سب بچوں کو غلام دیا ہے تو انہوں نے کہا نہیں پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ فاتقوا الله واعدلوا بين اولادكم (بخاری شریف) یعنی اللہ سے خوف کھاؤ اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو، قرآن بلاغت نے یتیم بچوں کے ساتھ بھی انصاف کرنے کا حکم فرمایا ہے قرآن بلاغت ناطق ہے۔وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی کہ یتیموں کے ساتھ انصاف کا سلوک کرو۔(سورہ النساء)

اسلام نے ہرکس وناکس کے ساتھ انصاف کا حکم فرمایا ہے چنانچہ یہود کے بارے میں (جو مسلمان اور اسلام کا کٹر دشمن تھا) اللہ نے محمد ﷺ کو حکم فرمایا: وَاِنْ حَکَمْتَ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (المائدہ:۴۲) کہ اے نبی آپ اگر یہودیوں کے درمیان فیصلہ کریں تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں بے شک اللہ انصاف ورکو پسند فرماتا ہے (سورہ المائدہ) پھر دوسرے مقام پر اللہ کا حکم محمد ﷺ پر اس طرح نازل ہوتا ہے۔وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنْ کِتٰبٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ اَللّٰہُ رَبُّنَا وَرَبُّکُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ لَاحُجَّۃَ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَللّٰہُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ (الشوری:۱۵)

(بقیہ صفحہ ۲۲ پر)

تلاوتِ قرآن کے آداب

فواد بن عبدالعزیز الشلهوب
ترجمہ: مولانا محمد نعیم محمد شفیع سلفی

(۱) اِنَّـا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْن (الحجر:۹) ''ہم نے ہی قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

(۲) اَفَلاَ يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (النساء:۸۲) ''کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔''

(۳) اَفَلاَ يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (محمد: ۲٤) ''کیا یہ لوگ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں۔''

(۴) وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلاً (المزمل: ٤) ''اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر صاف پڑھا کرو۔''

(۵) وقال النبی صلی الله علیه وسلم وما اجتمع قوم فی بیت من بیوت الله یتلون کتاب الله ویتدارسونه بینهم الا نزلت علیهم السکینة وغشیتهم الرحمة حفتهم الملائکة وذکرهم الله فیمن عنده (رواه مسلم ۲٦۹۹)

''نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کچھ لوگ اللہ کے سوا کسی گھر میں اکٹھا ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں اس کا مذاکرہ کرتے ہیں تو ان پر سکینت اترتی ہے، ان کو اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور ایسے لوگوں کا ذکر اللہ تعالیٰ فرشتوں میں کرتا ہے۔''

(٦) وقال صلی الله علیه وسلم خیرکم من تعلم القرآن وعلمه (رواه البخاری ۵۰۲۷) ''اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور دوسروں کو سکھلائے۔''

(۷) وقال صلی الله علیه وسلم الماهر بالقرآن مع السفرة الکرام البررة والذی یقرأ القرآن ویتتعتع فیه وهو علیه شاق له أجران (رواه البخاری ٤۹۳۷، ومسلم ۷۹۸ اور الفاظ مسلم ہی کے ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن کا ماہر ان بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو نبیوں اور رسولوں کے پاس پیغام رسانی کا کام کرتے تھے اور جو شخص قرآن کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور پڑھنے میں اس کو دقت اور مشکل پیش آتی ہے تو اس کو دوہرا اجر ملے گا۔

آداب: قرآن پڑھنے اور اس کی تلاوت کے وقت اخلاص کی جستجو ہونی چاہیے:

قرآن پڑھنا ایک عبادت ہے اس سے مقصود اللہ کی عبادت ہوتی ہے۔ ہر عمل جس سے اللہ کا تقرب حاصل کرنا مقصود ہو اگر اس کام میں اخلاص اور اتباع سنت نہ ہو تو صاحب عمل پر اس کا عمل مار دیا جاتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ پہلی چیز جس کا قاری کو حکم دیا جائے وہ ہے اخلاص کے ساتھ پڑھنا اور اس سے مقصود اللہ کی رضا اور خوشنودی ہونی چاہیے اس لیے کہ مقصد تک اس کے بغیر نہیں پہنچا جا سکتا ہے۔ (الاذکار ص (١٦٠) ط۔ دار الهدی تیسری طباعت ۱۴۱۰ھ۔

یہی بات صحیح ہے جس کو امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے۔ مگر جو شخص اپنی طرف لوگوں کی توجہ کو پھیرنے کے لیے اور اپنی توقیر وتکریم کے لیے پڑھتا ہے تو ہم ایسے قاری کے لیے اللہ سے سلامتی وعافیت کا سوال کرتے ہیں۔ اور ایسے قاری کی توبیخ کے لیے کافی ہے کہ وہ جان لے کہ اس شخص کی کیا سزا ہوگی جس نے قرآن اس لیے سیکھا تا کہ کہا جائے کہ وہ قاری ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہتے ہوئے سنا:

''قیامت کے دن فیصلے کے لیے ایک شہید لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمت کی پہچان کرائے گا تو وہ پہچان لے گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ اس سے سوال کرے گا، تم نے کیا عمل کیا؟ تو وہ کہے گا میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ میں شہید کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ کہے گا تو جھوٹا ہے، تم نے جہاد کیا تا کہ تمہیں بہادر کہا جائے تو تم کو کہا گیا پھر حکم ہوگا کہ اس کو گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دو تو اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور دوسرا شخص جس نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو علم سکھلایا اور قرآن پڑھا تو ایسے شخص کو بھی لایا جائے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا تو وہ پہچان لے گا۔ اللہ تعالیٰ کہے گا۔ تم نے کیا عمل کیا؟ تو وہ کہے گا۔ میں نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھلایا اور تیرے لیے قرآن پڑھا، اس پر اللہ تعالیٰ کہے گا تو جھوٹا ہے بلکہ تو نے علم حاصل کیا تا کہ تو عالم کہا جائے تو تجھے کہا گیا اور تو نے قرآن پڑھا تا کہ تو قاری کہا جائے تو تجھے کہا گیا پھر حکم دیا جائے گا کہ اس کو گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دو تو اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم حدیث نمبر ۱۹۰۵)

۲۔ قرآن پر عمل: قرآن نے جس چیز کو حلال کیا ہے اس کو حلال سمجھنا اور جس چیز کو حرام کیا ہے اس کو حرام سمجھنا اور جہاں جس چیز کو ممنوع قرار دیا ہے اس کو ممنوع سمجھنا اور جس جگہ کسی معاملہ میں حکم دیا ہے اس جگہ اس حکم کو ماننا اور قرآن کے محکم امر پر عمل کرنا اور متشابہ پر عمل کرنا اور جہاں حدود قائم کرنا ہے وہاں حدود قائم کرنا ضروری ہے۔ اللہ کا اس شخص کے بارے میں سخت ترین حکم ہے۔ جس کو اللہ نے قرآن کا علم دیا اور پھر اس پر اس نے عمل نہیں کیا اور اس سلسلے میں صحیح بخاری کی حدیث

ہے: ’’جس میں نبی ﷺ کے طویل خواب کا تذکرہ ہے دو فرشتے آپ کے ساتھ ہیں وہ دونوں آپ کو لے کر چلتے ہیں یہاں تک کہ ایک ایسے آدمی کے پاس آتے ہیں جو چت لیٹا پڑا ہے سر کے بل اور ایک آدمی اس کے سر کے پاس پتھر لے کر کھڑا ہوا ہے تو اس پتھر کو اس کے سر پر مارتا ہے تو وہ پتھر دور جا گرتا ہے تو جب وہ پتھر دوبارہ اٹھانے جاتا ہے تب تک اس کا سر درست ہو جاتا ہے جیسے کہ پہلے تھا پھر اس کو وہ اسی طرح مارتا رہتا ہے تو آپ ﷺ کے ان دونوں فرشتوں کے طرز عمل کے بارے میں پوچھنے پر کہا گیا آگے چلو بہر حال اللہ کے رسول نے اس کی وضاحت میں فرمایا کہ وہ شخص جس کا سر کچلا جا رہا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم عطا فرمایا تھا، وہ اس پر عمل نہیں کرتا تھا بلکہ رات میں سو جاتا تھا اور اسی طرح اس قرآن پر دن میں بھی عمل نہیں کرتا تھا اور اس شخص کے ساتھ اسی طرح قیامت تک ہوتا رہے گا۔‘‘ (مسلم حدیث نمبر ۱۳۸۶)

۳۔قرآن کے یاد کرنے پر ابھارنا اور اس کی پابندی کرنا:

قرآن یاد کرنے اور اس کا حفظ کرنے والے کو پابندی سے تلاوت پر مدامت کرنی چاہیے۔(فتح الباری (۶۹۹،۷/۹۶/۸)) اگر قرآن کو یاد کرنے والا اس کو دہرانے اور بار بار پڑھنے پر مداومت نہیں کرے گا تو قرآن بھول جائے گا۔قرآن کو یاد کر کے اس کو پابندی سے پڑھنے اور یاد کر کے چھوڑ دینے والوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے مثال بیان فرمائی ہے جس کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: انما مثل صاحب القرآن کمثل صاحب الابل المعقلة ان عاھد علیھا امسکھا وان اطلقھا ذھبت (رواہ البخاری ۵۰۳۱) ومسلم ۷۸۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صاحب قرآن کا معاملہ اس اونٹ والے کی طرح ہے جس نے اپنے اونٹ کو باندھا ہوا ہے تو اگر وہ اس کی نگرانی کرتا رہتا ہے تو وہ اس کے قبضے میں رہتا ہے اور اگر اس کو یوں ہی چھوڑ دیتا تو وہ نکل بھاگے گا۔ ابو موسیٰ اشعری کی حدیث میں ہے۔

فوالذی نفسی بیدہ لھو اشد تفصیا من الابل فی عقلھا (رواہ البخاری ۵۰۳۳) قرآن کے حفظ کی نگرانی کرو اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے قرآن سینوں سے تیزی سے نکل بھاگتا ہے بہ نسبت اس اونٹ کے جو رسی میں بندھا ہوتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی وہ مثال جس کو آپ ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ قرآن کی حفاظت اس کے درس اور اس کی مستقل تلاوت کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے جس طرح کہ رسی میں بندھے ہوئے اونٹ کی حفاظت ہوتی ہے اور خاص طور پر اونٹ کی مثال دی کہ گھریلو جانوروں میں سب سے سخت، بھگوڑا جانور اونٹ ہی ہے اس کو بھاگنے سے روکنا اور نکل بھاگے تو اس پر قابو پانا مشکل کام ہے۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۲۰ کا)

اے نبی آپ کہہ دیجئے میں اس کتاب پر ایمان رکھتا ہوں جس کو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور منجانب اللہ مجھے یہ حکم دیا گیا کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں۔اللہ ہمارا اور تمہارا رب ہے ہمارے لئے ہمارا عمل ہے اور تمہارے لئے تمہارا عمل ہمارے اور تمہارے مابین کوئی جھگڑا نہیں ہم سب لوگوں کو خدا ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

مطلب بالکل واضح ہے کہ اے یہودیو ہمارے اور تمہارے مذہب، عقیدہ اور نظریہ میں اختلاف ضرور ہے لیکن ہمارا فیصلہ اللہ کے حکم کے مطابق ہوگا۔اس میں کسی کی پشت پناہی اور رو رعایت نہیں کی جا سکتی ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے عادل وانصاف ور امیر اور حاکم کے بارے میں ارشاد فرمایا: ان المقسطین عنداللہ علی منا برمن نور عن یمین الرحمن کہ انصاف کرنے والا آدمی (محشر میں) اللہ کے نزدیک دائیں جانب نور کے منبر پر ہوں گے (مسلم شریف) دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ منصف وانصاف ور آدمی اللہ کا محبوب ومقرب ہے (طبرانی) اور فرمایا کہ جب بندہ کے معاملات میں حاکم وامراء انصاف کرتا ہے تو اسے ثواب ملتا ہے اور مخلوق کی جانب سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے اور جب ناانصافی اور ظلم کرتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں گناہ لکھتا ہے اور بندۂ خدا اس سے متنفر ہو جاتا ہے۔

آیت قرآنیہ اور فرامین نبی کا اثر تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انصاف کو نافذ و برپا کرنے کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے حضرت علیؓ کے بارے میں تاریخ میں آتا ہے کہ زرہ کو لے کر ایک یہودی سے جھگڑا ہوا اور جب عدالت میں گئے تو جج نے امیر المومنین ہونے کی حیثیت سے آپ کو کرسی پیش کی آپ نے منع کر دیا اور ایک عام شخص کے مانند ملزم کے ساتھ بیٹھنا پسند فرمایا تاریخ کے ان سنہرے واقعات کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا ہے کہ فاتح مصر عمرو بن العاصؓ کے بیٹے نے ایک مصری غیر مسلم کو بلاوجہ پٹائی کی تو وہ شخص امیر المومنین عمر بن الخطابؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا مدعا بیان کیا حضرت عمرؓ نے دونوں باپ بیٹوں کو مدینہ بلوایا اور گورنر مصر کی موجودگی میں ان کے لخت جگر محمد کو مارنے کا حکم دیا اور ان پر اس مصری غیر مسلم نے کوڑے برسائے حضرت عمرؓ نے عمرو بن العاصؓ پر ہاتھ اٹھانے کا حکم دیا لیکن وہ انکار کر دیا حضرت عمرؓ نے عمرو بن العاصؓ سے کہا تھا کہ اے عمرو تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنا لیا ہے جبکہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد پیدا کیا۔(یا عمرومتی تعبدتم الناس وقد ولدتھم امھاتھم احرارا)

مذکورہ تاریخی واقعہ کی نظیر کسی مذہب میں کالعدم ہے امیر المومنین کی اس انصاف وری نے انسان کے مابین سارے امتیازات کو عملاً پامال کر دیا خلیفۃ المسلمین نے انصاف وعدل ومساوات کا ایسا نظام برپا کیا جو سب کے لئے نمونہ ہے۔

اسی لئے مذہب اسلام نے مذہبی اور غیر مذہبی فیصلے کے لئے انصاف لازمی اور ناگزیر قرار دیا ہے اس کے بغیر صالحہ معاشرہ اور صحت مند سماج کی تشکیل وبقا ناممکن ہے۔

☆☆☆

رہنمائے تعلیم

ڈاکٹر ابوالحیات اشرف، ایڈیٹر دی سمپل ٹروتھ
M-9810699121

امتحان کی تیاری کے وقت ذہنی تناؤ اور اس کا حل

دسویں اور بارہویں کے لئے بورڈ کے امتحانات کا اعلان ہو چکا ہے۔ یہ امتحانات 15 فروری سے 30 مارچ 2020 تک ہوں گے۔ امتحان، تعلیمی زندگی کی اگلی منزل پر قدم رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ امتحان مشکل بھی ہوتا ہے اور بعض اوقات ذہنی تناؤ سے بھرا ہوا بھی۔ سنجیدہ، میانہ رو اور تعلیم سے دلچسپی رکھنے والے طلباء آسانی سے ان مشکلات پر قابو پا لیتے ہیں مگر تعلیم کے علاوہ دوسری سرگرمیوں میں حصہ لینے والے طلباء اکزام فیور (امتحان کا بخار) یا ذہنی تناؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ چند ہی دنوں میں پورے سال کا کورس پڑھ لینے کی ہوڑ میں صحت خراب کر لیتے ہیں۔ راتوں کو جاگ کر پڑھائی کرنے کے لیے گولیاں استعمال کرتے ہیں۔ اکزام فیور کی وجہ سے انہیں پیٹ درد، سر درد، ڈپریشن، بھوک کا فقدان، بے خوابی اور دوسری طرح کی بے آرامی پیدا ہو جاتی ہے جو دراصل جسمانی بیماری نہیں بلکہ نفسیاتی مرض ہے۔ والدین، بچوں کی خرابی صحت، ذہنی تناؤ، اور بے چینی سے پریشان ہو جاتے ہیں۔ ان میں کوئی کسی فقیر سے دعا تعویذ کراتا ہے، کوئی دم کیا ہوا پانی پلاتا ہے۔ کوئی کسی بزرگ کا دست شفقت سر پر پھیرواتا ہے۔ کوئی اوپری سایہ سمجھ کر عاملوں کے یہاں چکر لگاتا ہے۔ لیکن حقیقی مرض کے اسباب اور اس کی تشخیص سے قاصر رہتا ہے۔

آج طلباء کی ایک کثیر تعداد تعلیمی پس ماندگی کا شکار ہے۔ امتحان میں کمتر یا خراب مظاہرے کے باعث کچھ طلباء کو حاشیہ پر رکھ دیا جاتا ہے اور ان کو کُند ذہن، غبی، احمق اور نالائق جیسے خطابات سے نوازا جاتا ہے۔ ان تمغات سے وہ اور بھی پھسڈی پن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ امتحان میں طلباء کی ناکامی یا معمولی خامی کی وجہ سے والدین، گارجین، اہل خاندان یا اساتذہ ایسے طلباء کی دیگر صلاحیتوں کو نظر انداز کرنے لگتے ہیں۔ جس کے ردعمل میں وہ اپنے آپ کو زندگی کے تمام میدانوں میں کمتر اور ادنیٰ محسوس کرنے لگتے ہیں۔

طلباء کے خراب تعلیمی مظاہرے کے اسباب کا جائزہ لیے بغیر اساتذہ اور والدین یا گارجین کا منفی ردعمل ایسے طلباء کے لیے زہر قاتل ثابت ہوتا ہے۔ اس مقابلہ آرائی کے دور میں ہماری تعلیم گاہوں کے اساتذہ اور والدین تعلیمی وسائل سے کلی یا جزوی طور پر ناواقف ہوتے ہیں یا پھر اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں یا پھر مناسب انداز میں نمٹنے کے طریقوں سے آگاہ نہیں ہوتے۔ اگر اس مسئلہ کو فوری حل نہیں کیا جاتا تو طلباء ذہنی دباؤ، تناؤ اور جارحانہ تیور کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ امتحان کے دنوں میں طلباء پر ذہنی دباؤ بنا رہتا ہے۔ اس پر امتحان میں اچھا کر لینے کا بوجھ رہتا ہے۔ والدین کی امیدوں پر پورا اترنے اور آئندہ کسی اچھے کالج میں داخل ہونے کے خواب کا تناؤ بھی رہتا ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ امتحان کا ٹینشن کسی ایک طالب علم تک محدود نہیں ہے۔ ملک کے ہزاروں طلباء ہر سال بورڈ کے امتحان سے گذرتے ہیں۔ مالدار گھرانوں کے سیکڑوں طلباء اپنے گارجین کی وساطت سے ڈاکٹروں اور نفسیاتی امراض کے ماہرین کے چکر لگاتے ہیں اور ذہنی تناؤ، احساس ناامیدی اور محرومی زائل کرنے کے لیے کاؤنسلنگ کا سہارا لیتے ہیں۔ اس طرح کے دباؤ اور ٹینشن کی صورت میں بعض طالب علم کی یکسوئی کا لیول گر جاتا ہے۔ اس لیے تمام طلباء کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ پُر اعتماد رہیں۔ مثبت انداز فکر اپنائیں۔ ہر چیز کا روشن پہلو دیکھیں۔ اپنی صلاحیت واستعداد کا خود اندازہ لگائیں۔ اپنے حدود کو پہچانیں اور اس میں عمل کریں۔ مسائل کا سامنا کریں۔ ہر سرد و گرم حالت کو جھیلنے کی عادت ڈالیں۔ معاشرہ کے لوگوں کا اخلاقی تعاون باعث برکت ہوتا ہے۔ ان کی دعائیں اور نیک خواہشات حاصل کریں۔ دوسرے ہم جماعت کی ذہانت، تیاری اور پروگریس پر رشک نہ کریں اور نہ اس بات کی فکر کریں کہ دوسرے ساتھی تیاریاں پوری کر کے نظر ثانی بھی کر رہے ہیں اور وہ ابھی تک پڑھائی شروع کرنے کی پلاننگ ہی کر رہا ہے۔ ''اب وقت بہت کم ہے''، ''8-8 مضامین کیسے پورے ہوں گے''، ''اب میں کیا کروں''، ''کاش کہ ہم نے پورے سال پڑھائی کی ہوتی'' جیسے سوالات سوچ کر کم ہمتی کا شکار نہ ہوں۔ خود کی پڑھائی پر وقت لگائیں، دوسروں کے بارے میں سوچنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اس سے احساس کمتری میں زیادتی ہوگی۔ رات رات بھر جاگ کر مطالعہ کرنا اور رٹنا کامیابی کی ضمانت نہیں ہے۔ اسباق کے اہم نکات کو سمجھ کر پڑھنے سے نہ تھکاوٹ ہوتی ہے اور نہ بھول جانے کا امکان رہتا ہے۔ جو طلباء وقت کی صحیح تقسیم نہیں کر پاتے وہ امتحان کی تیاری میں نقصان اٹھاتے ہیں۔ اگر کوئی طالب علم یکسوئی و دل جمعی سے مطالعہ کا عادی بن جائے تو خوف، ٹینشن، دباؤ اور تناؤ جیسے الفاظ بے معنی ہو جاتے ہیں۔ پڑھائی اور صرف پڑھائی، یکسوئی اور تسلسل سے پڑھائی ہی امتحان میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ امتحان میں کامیابی کا کوئی شارٹ کٹ نہیں ہے۔ اس خیال کو دل سے نکال دینا چاہئے کہ تیاری کے لیے بہت کم وقت بچا ہے۔ بلکہ یہ سوچیں کہ اس بچے ہوئے وقت میں اور کتنے کام کیے جا سکتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ امتحان کے دنوں میں گھبراہٹ، بے چینی، غصہ اور جھلاہٹ ساتھ نہیں چھوڑتے، گھر والوں سے کنارہ کشی، ساتھیوں سے لاتعلقی، اردگرد کے حالات سے لاپرواہی، ہر وقت امتحان کی فکر یا امتیازی نمبروں سے کامیاب ہونے کا جنون صحت ونفسیات پر غلط اثر ڈالتا ہے۔

میں ناامیدی اور احساس کمتری کے شکار طلباء کو مشورہ دوں گا کہ اگر وہ ہدف

سے پیچھے رہ گئے ہوں اور امیدیں ٹوٹ رہی ہوں تو ہمت ہارنے کے بجائے اللہ کو یاد کریں۔ ایمانی طاقت، ان کو توانائی اور سکون عطا کرے گا اور مقصد کے حصول میں آسانی ہوگی۔ ایسے طلباء کو مندرجہ ذیل نکات پر خصوصی دھیان دینا چاہئے اور میدان عمل میں ان پر سختی سے کاربند رہنا چاہئے: (۱) وقت کی منصوبہ بندی (۲) مشق کی ضرورت (۳) اور امتحان کی مناسب حکمت علمی

۱- وقت قیمتی چیز ہے۔ ایک طالب علم کو اپنے وقت کی منصوبہ بندی دور اندیشی سے کرنی چاہئے۔ اسے کتنا وقت، کس مضمون میں صرف کرنا چاہئے۔ جو مضمون قدرے مشکل ہے اس میں زیادہ وقت صرف کرنا مناسب رہتا ہے۔ اگرچہ تمام مضامین، امتحان کی تیاری کے وقت یکساں وزن رکھتے ہیں۔ سب کی تیاری ضروری ہے۔ مگر بعض مضامین زیادہ دشوار ہوتے ہیں۔ اس لیے ان پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض مضامین زیادہ اسکورینگ ہوتے ہیں ان پر بھی خاص توجہ درکار ہوتی ہے۔

یہ نکتہ بھی قابل ذکر ہے کہ ایک طالب علم اپنے لیے روزانہ کا شیڈول بناتا ہے لیکن وہ اتنا ٹائٹ اور تنگ ہوتا ہے کہ وہ خود ہی چند دنوں کے بعد اس سے دل برداشتہ ہوجاتا ہے۔ اس لیے امتحان کی تیاری کے لیے حقیقت پسندانہ ٹائم پلاننگ ہونی چاہئے۔ طالب علم کو سوچنا چاہئے کہ ان کا دماغ کس وقت سب سے بہتر کام کرتا ہے۔ کس وقت زیادہ پرسکون رہتا ہے۔ صبح، دوپہر یا رات کے وقت۔ اسی کے مطابق پڑھائی کی پلاننگ کرنی چاہئے۔ اگر وہ کسی دشوار مضمون کی پڑھائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو رات دس بجے کے بعد پڑھائی کرنے کا مشورہ نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ دیر گئے رات تک شب بیداری کرنی پڑسکتی ہے جو صحت کے لیے مضر ہے۔ بہتر ہوگا کہ ایسے وقت میں کم دشوار مضامین کا مطالعہ کیا جائے۔ اس وقت یادداشت کے نکتوں کو منظم کرنے یا آنے والے دن کے کاموں اور مطالعہ کے اسباق کو منضبط کرنے میں صرف کیا جائے۔ بہر حال یہ ضروری ہے کہ روزانہ کے ٹائم شیڈول میں پڑھائی کے لیے ایک خاص وقت متعین کرلیا جائے۔ ایسا کرنے سے پڑھائی کی عادت بن جائے گی۔ مطالعہ کرنے میں دل لگے گا اور مطالعہ کے رجحان میں دن بدن تیزی آئے گی۔

ایک اور اہم نکتہ یاد رکھنا چاہئے کہ پڑھائی سے پہلے ترجیحات کی بنیاد پر اپنے اسباق اور کاموں کی فہرست بنالینی چاہئے۔ اہم کاموں کو مقدم رکھنا بہتر ہوگا۔ ماہرین تعلیم فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہر فرد کے وقت کی منصوبہ بندی کا طریقہ الگ الگ ہے لیکن کاموں اور مطالعہ کے اوقات کو مندرجہ ذیل طریقے سے تقسیم کیا جاسکتا ہے جو تجربہ میں زیادہ مفید ثابت ہوا ہے:

(۱) ضروری اور اہم (۲) ضروری مگر غیر اہم (۳) غیر ضروری مگر اہم اور (۴) غیر ضروری اور غیر اہم

جس وقت آپ خالی الذہن ہوں اور دماغ پرسکون ہو اس وقت مشکل اسباق اور دشوار مضامین کا مطالعہ مفید رہے گا۔ ایسے وقت میں اسباق پر گرفت مضبوط ہوتی ہے۔ امتحان کی تیاری کے لیے ہر مضمون اور ہر گھنٹہ کا ایک ہدف بنانا مفید رہتا ہے۔ یعنی یہ کہ ایک گھنٹہ میں کس مضمون کا کتنا سبق پڑھنا ہے۔ پڑھے ہوئے اسباق پر نظر ثانی بھی لازمی ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کتنے اسباق پورے ہوگئے اور اب کتنے باقی رہ گئے۔ اتفاق سے کسی ایک مضمون پر زیادہ وقت صرف ہوگیا ہو تو اگلے دن سے شیڈول میں مناسب تبدیلی کرلینی چاہئے۔ طالب علم کو اپنے وقت کی پلاننگ دور اندیشی سے کرنی چاہئے۔ امتحان کے زمانہ میں سونے اور جاگنے کا وقت متعین ہے یا نہیں؟ سیر وتفریح کے لیے وقت نکالا یا نہیں؟ عبادت اور فرائض میں کتنا وقت صرف کیا؟ کتنا وقت گھر والوں اور بھائی بہنوں کے ساتھ گذارا؟

ایک طالب علم کو روزانہ کی نظام زندگی میں وقت اور پیسہ برباد کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ بیڑی، سگریٹ، گٹکھا، پان اور دوسری نشہ آور چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔ جو طلباء وقت کی صحیح تقسیم نہیں کرپاتے وہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ امتحان کی تیاری کے دوران لگاتار پڑھائی بھی مضر ہے۔ بعض طلباء پڑھائی کے دوران لگاتار نیند آنے کی شکایت کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پڑھائی کے تناؤ سے ایسا طالب علم یہ فیصلہ کرنے میں قاصر رہتا ہے کہ پہلے کون سا مضمون پڑھیں۔ اس مضمون کے پڑھتے وقت اسے دوسرے مضمون میں اپنی کمزوری کا خیال آجاتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں وہ پہلے مضمون کو چھوڑ کر دوسرے اور تیسرے مضمون پر توجہ مرکوز کرنے لگتا ہے۔ اسی تذبذب میں وہ کسی بھی مضمون پر یکسوئی برقرار نہیں رکھ سکتا۔ اس پر سستی طاری ہوجاتی ہے۔ دماغی اعصاب فعال نہیں رہتے اور نیند کا خمار چڑھنے لگتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ طالب علم اپنی پڑھائی، آرام، ترتیب وار مضامین کے مطالعہ، ہلکی پھلکی ورزش کا ایک روزہ ٹائم ٹیبل بنالے۔ انہی کتابوں کا مطالعہ کرے جو شامل نصاب ہیں۔ غیر درسی کتابوں کے مطالعہ سے اشتباہ اور تذبذب پیدا ہوتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ امتحان گاہ میں کاپی کے زیادہ اوراق بھرنا کمال نہیں ہے، کمال یہ ہے کہ جواب کے نکات کو بہتر طریقے سے لکھا جائے۔ اس کی تشریح مناسب انداز سے کی جائے تاکہ جواب طویل بھی نہ ہو اور ممتحن بامعنی اور کمال صفائی والے جواب سے مطمئن ہوجائے۔

ماہر اساتذہ بتاتے ہیں کہ امتحانات پاس کرنے کے لیے مشق سے بہتر کوئی متبادل نہیں ہے۔ اس لیے کورس کی کتابوں سے سبھی طرح کے سوالات حل کرنے چاہئیں۔ گذشتہ سالوں کے سوالات بھی حل کرنے کی مشق کرنی چاہئے۔ امتحانات میں جوابات لکھتے وقت تیز تیز لکھنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ دیئے گئے وقت تک سارے سوالات حل کرلیے جائیں بہت سے طلباء جوابات لکھتے وقت اچھی تحریر پر زیادہ دھیان دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں سارے سوالات مقررہ وقت میں حل نہیں ہو پاتے۔

طلباء کو چاہئے کہ امتحان شروع ہونے سے 30 منٹ پہلے امتحان سنٹر پر پہنچ جائیں۔ اپنا اڈمیٹ کارڈ، فوٹو شناختی کارڈ اور ضروری اسٹیشنری (قلم، پینسل، ربر اور دوسرے لوازمات) ساتھ لے جانا نہ بھولیں۔

بعض اوقات انگلش میں مضمون لکھنے کے لیے الفاظ کی تعداد کا تعین کردیا جاتا

ہے۔ اگر الفاظ کی تعداد کچھ زیادہ بھی ہو جائے تو نمبر نہیں کٹتے، لیکن الفاظ کے ہجے Spellings کی غلطیوں پر مارکس کٹ جاتے ہیں۔

ایک سوال کا جواب ایک جگہ اور ایک ساتھ لکھنا چاہئے۔ یہ بہت ضروری ہے جوابات لکھتے وقت سوالات کے سیریل آرڈر والے نمبر کو نقل کرنا چاہئے۔ یعنی اگر امتحان دینے والا سوال نمبر 5 کا جواب لکھ رہا ہے تو کاپی پر 5 ہی لکھنا چاہئے۔ کبھی کبھی طالب علم، امتحان کی گھبراہٹ میں اپنے جواب کی ترتیب سے جواب نمبر ایک لکھ دیتا ہے جو کہ غلط ہے۔

امتحانات دینے والے طلباء کے لیے ضروری ہدایات:

۱- ہر چالیس، پچاس منٹ کے مطالعہ کے بعد 5 سے 10 منٹ کا وقفہ لے لیں۔

۲- امتحان کی تیاری کے دنوں میں وقفے وقفے سے آنکھیں دھوئیں

۳- مطالعہ والے کمرہ میں کافی روشنی ہونی چاہئے۔ کم روشنی یا اندھیرے میں مطالعہ کرنا آنکھوں کے لیے سخت نقصان دہ ہے۔

۴- زیادہ دیر تک پڑھنے والے طلباء کو صلاح دی جاتی ہے کہ وہ مطالعہ کے دوران پلک مارتے رہیں (جھپکاتے رہیں)۔ اس سے آنکھوں میں تراوٹ آتی رہتی ہے۔

۵- روزانہ 8-7 گھنٹے کی بھرپور نیند آنکھوں کو تھکاوٹ سے بچاتی ہے۔

۶- کونٹیکٹ لنس کے استعمال سے قبل اپنے ہاتھوں کو اچھی طرح دھولیں۔

۷- زیادہ سے زیادہ پانی، لیموں کا پانی، جوس، مٹھا، چھاچ، جل جیرا شربت کا استعمال کریں۔ اس سے جسم میں توانائی اور تراوٹ ملتی ہے۔

۹- جسم میں پانی کی کمی سے سستی اور کاہلی ہوتی ہے۔ غذا کے انجذاب (Metabolism) کا عمل متاثر ہوتا ہے۔ بلڈ پریشر گرنے لگتا ہے۔ جسم میں سیّال مادّوں میں جو توازن ہونا چاہیے وہ بگڑنے لگتا ہے جس کے نتیجہ میں ذہنی انتشار، سر درد اور سستی کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

۹- پڑھتے وقت آنکھوں میں کھجلی یا درد ہو اور حروف صاف دکھائی نہ دیتے ہوں تو کسی ماہر چشم سے رابطہ کیجئے۔

۱۰- قوت حافظہ اور ذہانت کی تیزی کے لیے ضروری ہے کہ جسم اور دماغ میں دوران خون تیز ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ سورج کی روشنی میں میں ہلکی پھلکی ورزش کی جائے۔

۱۱- مچھلی، اخروٹ، بادام ذہانت کو تیز کرنے والے میوہ جات ہیں۔

۱۲- دن کا آغاز بھرپور ناشتہ سے کریں۔ بغیر ملائی کے دودھ، دلیہ، گیہوں کے آٹے کا بریڈ، روٹی وغیرہ قوت حافظہ میں تیزی لانے کے لیے مفید ہے۔

۱۳- امتحان دینے والوں کا کمرہ زیادہ سرد اور زیادہ گرم نہیں ہونا چاہئے۔ اس سے بے خوابی کی شکایت پیدا ہوتی ہے۔

۱۴- سویرے سونے اور سویرے جاگنے کی عادت ڈالنی چاہئے بلکہ روزانہ کا معمول ہونا چاہئے۔

۱۵- بے خوابی کی صورت میں سونے سے پہلے گرم دودھ کا ایک پیالہ مفید رہتا ہے۔

موثر حکمتِ عملی:

طلباء کی ایک کثیر تعداد امتحان کی تیاری میں دیانتداری سے ہمیشہ مصروف رہتی ہے۔ لیکن پھر بھی وہ مطلوبہ کامیابی حاصل نہیں کرپاتے۔ ان حالات میں اساتذہ و والدین کے لیے لازمی ہے کہ وہ طلباء کے تعلیمی مسائل کے اسباب کا جائزہ لیں۔ (۱) طلباء کی تعلیمی جدوجہد، مانع اسباب وعوامل کا مستعدی سے جائزہ لیں۔ (۲) ہر طالب علم منفرد صلاحیتوں، مہارتوں اور نقائص کا مرکب ہوتا ہے۔ اس کو سخت محنت اور جانفشانی سے فروغ دیا جاسکتا ہے۔ (۳) والدین واساتذہ آمرانہ طرز عمل سے اجتناب کریں اور دوستانہ ماحول کے ذریعہ طلباء کو امتحان کی تیاری کرنے دیں۔ بعض اوقات والدین سر پر سوار رہتے ہیں۔ طالب علم کو نیند آرہی ہو تب بھی اسے پڑھائی کرنی ہے۔ گھر میں کوئی تقریب ہو تب بھی اسے پڑھائی کرنی ہے۔ امتحان کی تیاری کے لیے طلباء کو بندھوا مزدور بنا دینے سے طلباء اچھے نمبروں سے کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس ضمن میں کاف مین Kaufman نے درج ذیل عوامل کی نشاندہی کی ہے۔

(۱) انفرادیت کے جذبہ کا فقدان (۲) طلباء کی بہت ہی اعلیٰ یا پھر پست توقعات سے وابستگی (۳) کلاس روم کے غیر یقینی حالات (۴) غیر دلچسپ تدریسی افعال (۵) کلاس روم میں ناپسندیدہ برتاؤ کے نمونہ (۶) غیر پسندیدہ طرز عمل۔

والدین واساتذہ طلباء کی ذہنی صلاحیتوں کے برخلاف ان سے اعلیٰ توقعات وابستہ نہ کریں۔ کلاس روم میں اساتذہ، طلباء کی رہبری، مدد، شفقت ومحبت کے ذریعہ ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ اساتذہ ایک معالج کی طرح اصلاحی تدابیر پر عمل پیرا ہوں اور طلباء کی تعلیمی منصوبہ بندی کریں۔ اساتذہ ہمیشہ نرم اور شیریں لہجہ کو اختیار کریں۔ تعریف وتوصیف کے ذریعہ طلباء میں اعتماد پیدا کیا جاسکتا ہے۔

بعض طلباء امتحان کے زمانہ میں بھی لاپرواہی برتتے ہیں اور سال بھر جس تن آسانی کا شکار تھے وہ امتحان کے وقت بھی اسی ڈگر پر چلتے ہیں۔ ایسے طلباء میں تحریک وترغیب کے ذریعہ دوبارہ دلچسپی پیدا کی جاسکتی ہے۔ اساتذہ ووالدین انتہائی صبر وتحمل اور دوستانہ سلوک کرتے ہوئے امتحان کی تیاری سے جی چُرانے والے طلباء کو تعلیمی انحراف سے روک سکتے ہیں۔ گھر کا مناسب ماحول بھی امتحان کی تیاری کے لیے ضروری ہے۔ جہاں گھر کے کمرے چھوٹے ہوں وہاں ایک ہی کمرہ میں گھر والوں اور طالب علم کا سونا، پڑھنا مشکل ہوجاتا ہے۔ گھر والے سونا چاہتے ہیں اور طالب علم جاگ کر پڑھنا چاہتا ہے۔ ان حالات میں دونوں کے لیے دشواری ہوتی ہے اس لیے دونوں کو کچھ قربانی دینی ہوگی تاکہ طالب علم کی امتحان کی تیاری امن وسکون سے گذرے۔

والدین سے گذارش:

اگر آپ کے خاندان میں کوئی طالب علم بورڈ کا امتحان دے رہا ہے تو اس پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ امتحان میں اچھے نمبر لانے کے مقصد سے کچھ طلباء دیر رات جاگ کر پڑھائی کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اسی لیے کچھ طلباء جاگنے کے لیے

بیڑی، سگریٹ، گٹکھا، پان مسالہ اور مختلف قسم کی نشیلی اشیاء کا سہارا لیتے ہیں جس سے ان کی صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ نیز نشہ کی عادت بھی پڑ جاتی ہے اور بعد میں نشہ خوری کے عادی بن جاتے ہیں۔

بورڈ کے امتحانات کی وجہ سے طلباء کے ساتھ ساتھ ان کے والدین کی بھی ذہنی کشیدگی بڑھ جاتی ہے۔ تناؤ سے چھٹکارہ پانے کے لیے والدین کو چاہئے کہ امتحانات کو لے کر بچوں پر کسی طرح کا دباؤ نہ ڈالیں۔ اس سے طلباء کے دماغ پر برا اثر پڑسکتا ہے۔ وہ ڈپریشن کے شکار ہو سکتے ہیں اور کوئی غلط قدم بھی اٹھا سکتے ہیں۔ امتحانات کا دباؤ بچوں میں مایوسی اور بھولنے کا مرض پیدا کرسکتا ہے۔ والدین اپنے بچوں کی پڑھائی کا مقابلہ دوسرے بچوں سے کرتے ہیں جس سے بچے ڈپریشن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان کی محنت کرنے کی صلاحیت دن بدن کم ہونے لگتی ہے۔ بچوں کی قوت یا دداشت بھی کم ہونے لگتی ہے۔ بعض اوقات والدین کی طرف سے بچوں پر 90 فیصد یا 80 فیصد نمبر لانے کا بھی دباؤ رہتا ہے۔ امتحانات کے دوران بچوں کی غذائیت سے بھر پور خوراک کا دھیان دیں۔ بھر پور نیند پوری کرنے کا موقع دیں۔ امتحان کے دنوں میں دلچسپی کے لیے کچھ وقت آؤٹنگ کے لیے بھی لے جائیں۔

امتحان کی تیاری کے دنوں میں ماں کا کردار اہم ہوتا ہے۔ وہ بچوں کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ بچے اپنی اندرونی پریشانیاں ماں کو بلاجھجک بتا سکتے ہیں۔ بچے ماں سے بات کرکے دلی سکون محسوس کرتے ہیں۔ ماں اگر تعلیم یافتہ اور پروفیشنل صلاحیت رکھتی ہو تو وہ بچے کی ہیجان اور امتحانی خوف کا مداوا اپنے انداز سے کرسکتی ہے۔ اس سلسلے میں والدین/ اساتذہ اور قارئین کی دلچسپی کے لئے ایک خبر نما واقعہ تحریر کرتا ہوں:

ماں کی حکمت اور تدبر نے ناکارہ بیٹے کو کیا سے کیا بنا دیا:

''تھامس ایڈیسن دنیا کے مشہورترین سائنس دانوں میں سے ایک تھا۔ اس کے بچپن کا ایک واقعہ خاص طور پر ملاحظہ کیجئے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب وہ بچہ تھا اور اسکول میں زیر تعلیم تھا۔ ایک دن اسکول سے گھر آیا تو ایک بند لفافہ اپنی والدہ کو دیا اور کہا ''استاد نے دیا ہے کہ اپنی ماں کو دیدو۔''

ماں نے لفافہ کھولا اور پڑھتے ہوئے رو پڑی۔ خط دکھائے بغیر اس نے جو کچھ بھی بہ آواز بلند پڑھا وہ اس طرح تھا:

''تمہارا بیٹا نہایت ذہین طالب علم ہے۔ یہ اسکول اس کے لئے بہت چھوٹا ہے اور یہاں اتنے اچھے استاد نہیں کہ اسے پڑھا سکیں، سو آپ اسے خود پڑھائیں۔''

برسوں بعد جب تھامس ایڈیسن ایک سائنس داں کے طور پر پوری دنیا میں مشہور ہوگیا تب تک اس کی والدہ وفات پا چکی تھیں۔ ایک دن وہ اپنے خاندان کے پرانے کاغذات میں کچھ ڈھونڈھ رہا تھا کہ اسے وہی خط ملا۔ اس نے خط کو کھولا تو اس پر لکھا تھا۔''

''آپ کا بیٹا انتہائی غبی (کند ذہن) اور ذہنی طور پر ناکارہ ہے۔ ہم اسے اب مزید اسکول میں نہیں رکھ سکتے۔''

خط کا اصل مضمون کا انکشاف ہونے پر ایڈیسن نے اپنی ڈائری میں لکھا:

''تھامس ایلوا ایڈیسن ذہنی طور پر ناکارہ بچہ تھا لیکن ایک عظیم ماں نے اسے صدی کا سب سے بڑا سائنس داں بنا دیا۔'' (روزنامہ انقلاب دہلی ۱۵/جنوری ۲۰۱۸ عیسوی)

والدین کو نیند کے تعلق سے مندرجہ ذیل دو اقتباسات ضرور پڑھ لینا چاہئے:

نیند فاسد مادہ کو دور کرنے والا نظام ہے۔ نیند کے دوران دماغی خلیئے سکڑ جاتے ہیں جس سے ان کے درمیان خلا زیادہ وسیع ہو جاتا ہے۔ اس کے باعث وہاں مائع کو بہنے کا موقع ملتا ہے جو دماغ کو پاک صاف کر کے تروتازہ کر دیتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک تازہ تحقیق پڑھئے جو لندن میں کی گئی تھی جس کا ذکر میں نے گذشتہ سال جریدہ ترجمان کے کسی شمارہ میں بھی کیا تھا:

''لندن: تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ دماغ دن بھر کی سوچ بچار کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے زہریلے مواد کو نیند کی مدد سے پاک وصاف کرتا ہے۔ امریکی سائنس دانوں کی ٹیم کا خیال ہے کہ نیند کی بنیادی وجہ فالتو مواد کو دور کرنے والا نظام ہے۔ یہ تحقیق مشہور جریدہ ''سائنس'' میں شائع ہوئی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نیند کے دوران دماغی خلیئے سکڑ جاتے ہیں جس سے ان کے درمیان خلاء زیادہ وسیع ہو جاتا ہے۔ اس کے باعث وہاں کے مائع کو بہنے کا موقع ملتا ہے جو دماغ کو پاک صاف کر دیتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ بعض زہریلی پروٹینز کو صاف کرنے میں ناکامی کی وجہ سے دماغی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اس تحقیق سے پہلے گذشتہ سال یہ دریافت ہوا تھا کہ دماغ کے اندر نکاسی کے پائپ موجود ہوتے ہیں جو فالتو مواد کو دماغ سے باہر نکال دیتے ہیں۔ اسے گلم فیٹک نظام کہا جاتا ہے۔''
(روزنامہ راشٹریہ سہارا دہلی 19/ اکتوبر 2013)

بے خوابی یا کم نیند کے اثرات کے بارے میں ایک اور تحقیقی خبر پڑھئے:

''امریکہ کے سین ڈیاگو کی کیلی فورنیا یونیورسیٹی میں کی جانے والی تحقیق کے ذریعہ پتہ چلا ہے کہ جن لوگوں کو اچھی نیند نہیں آتی ان کے ذہن کو اپنی توجہ مرکوز کرنے کے لیے کافی جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔

''نیند سے متعلق یہ تازہ تحقیق ''سلیپ'' یعنی نیند نامی جرنل میں شائع ہوئی ہے۔ بے خوابی یا کم نیند کے شکار افراد کو رات میں سونے میں دقت پیش آتی ہے جس کا اثر دن میں ان کی کارکردگی پر پڑتا ہے ان میں کسی چیز کے تئیں دیر سے ردعمل اور چیزوں کا بروقت یاد نہ آنا شامل ہے۔ جو لوگ بے خوابی کا شکار تھے ان کے دماغ کا وہ حصہ ٹھیک سے حرکت نہیں کرتا جو عملی یادداشت کے لیے اہم ہوتا ہے۔ پروفیسر سین ڈرمنڈ نے کہا ہے کہ اس تحقیق سے ہمیں یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ بے خوابی کے شکار لوگوں کو صرف رات میں سونے میں تکلیف نہیں ہوتی بلکہ ان کے دماغ دن میں بھی اچھی طرح سے کام نہیں کرتے''۔ (روزنامہ انقلاب، 2/ستمبر 2013)

ان تحقیقات سے اندازہ ہوتا ہے کہ بھر پور نیند سب کے لیے ضروری ہے مگر امتحان دینے والوں کے لیے بہت زیادہ ضروری ہے۔ والدین کو اس بارے میں بہت محتاط رہنا چاہئے اور اپنے بچوں کی نیند پر خاص دھیان دینا چاہیے۔ ☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

(۱)

جواہرلال نہرو یونیورسٹی کے کیمپس میں طلباء اور اساتذہ پر پُرتشدد حملہ قابل مذمت: مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی

دہلی۔۶/جنوری ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے گزشتہ کل مرکزی دانشگاہ جواہرلعل نہرو یونیورسٹی کے کیمپس میں لاٹھی اور ڈنڈوں سے لیس نقاب پوش حملہ آوروں کے ذریعہ کئے گئے طلبہ واساتذہ پر افسوسناک پرتشدد حملہ کی مذمت کی ہے اور اسے نہ صرف جے این یو جیسے تعلیمی اداروں بلکہ وطن عزیز کی گنگا جمنی تہذیب واقدار کے منافی اور کثرت میں وحدت والی روایات کے حامل ملک اور عظیم تعلیمی وتہذیبی گہوارہ ومرکز کو نقصان پہنچانے کی کوشش اور اس کی شناخت پر حملہ قرار دیا ہے۔اور کہا ہے کہ ہمارے اعلیٰ تعلیمی ادارے جو ملک کی ریڑھ کی ہڈی اور گراں قدر سرمایہ ہیں اور جہاں ملک کا مستقبل پروان چڑھتا ہے، ان میں اس طرح کے شرمناک واقعات کا رونما ہونا نہایت افسوس ناک اور لمحہ فکریہ ہے۔حکومت اور یونیورسٹی انتظامیہ کو چاہیے کہ اس مذموم واقعہ کی فوراغیر جانبدارانہ انکوائری کرکے اصلی مجرموں کو قرارواقعی سزادے، یونیورسٹی کیمپس میں امن وامان کو یقینی بنائے اور تعلیمی ماحول کو بحال کرے۔نیز حکومت نے اس سلسلے میں جو اقدامات کئے ہیں ان کو اور زیادہ مؤثر اور مستحکم بنانے پر انہوں نے زور دیا ہے۔

امیر محترم نے مزید کہا کہ ملک کے اندر حالات دن بدن خراب ہوتے جارہے ہیں اور عجیب طرح کی انارکی کی صورت حال پیدا ہوتی جارہی ہے ایسے میں حکومت وانتظامیہ اور عوام سب کو سنجیدگی کے ساتھ حالات پر قابو پانے کے لیے متحدہ کوشش کرنی چاہیے تاکہ پھر اس طرح کے افسوسناک واقعات رونما نہ ہوں اور سب کی عزت وآبرو اور جان ومال محفوظ رہے۔

امیر محترم نے اپنے بیان میں اس حملے میں زخمی ہونے والے اساتذہ وطلبہ سے اظہار ہمدردی ویک جہتی کی ہے۔اور ہر حال میں امن وقانون کو بحال رکھنے کی اپیل کی ہے۔

(۲)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم مالیات جناب الحاج وکیل پرویز کو صدمہ

دہلی: ۸/جنوری ۲۰۲۰ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم مالیات جناب الحاج وکیل پرویز کے بڑے بہنوئی جناب محمد ابراہیم صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ بہت نیک، ملنسار، بلند اخلاق اور صوم وصلاۃ کے پابند تھے، جماعتی اور دینی کاموں سے گہری دلچسپی رکھتے تھے اور پروگراموں میں سرگرمی کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور پسماندگان خصوصا الحاج وکیل پرویز صاحب اور ان کے اہل خانہ، خویش واقارب اور متعلقین کو صبر وسلوان عطا کرے۔

پریس ریلیز کے مطابق مرحوم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ذمہ داران خصوصا امیر محترم سے بڑی محبت کرتے تھے اور جب بھی آپ کا ناگپور جانا ہوتا تھا تو وہ ضرور ملنے آتے، جمعیت کی سرگرمیوں کے بارے میں جان کر خوش ہوتے اور بڑی دعائیں دیتے تھے۔ایک ماہ قبل بھی سفر ناگپور میں امیر محترم کی ان سے طویل ملاقات رہی تھی۔انہوں نے بھرپور زندگی گذاری اور وہ مورخہ ۶/جنوری ۲۰۲۰ء کو تقریبا آٹھ بجے شب آبائی وطن ناگپور میں بعمر نوے سال داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔کل بعد نماز ظہر مرکزی مسلم قبرستان ناگپور میں ان کی تدفین عمل میں آئی، نماز جنازہ میں جم غفیر نے شرکت کی۔ پسماندگان میں دو صاحبزادے اور صاحبزادیاں اور پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی ودیگر ذمہ داران وکارکنان نے الحاج وکیل پرویز صاحب اور مرحوم کے دیگر پسماندگان ومتعلقین سے دلی تعزیت کی ہے اور ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا گو ہیں۔

☆☆☆

جھارکھنڈ کا ایک دعوتی سفر

سرزمین جھارکھنڈ میں امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ اور معروف علمی شخصیت و عظیم محقق فضیلۃ الدکتور عبدالرحمن عبدالجبار الفریوائی حفظہ اللہ کا ورود مسعود:

اہل جھارکھنڈ کے لیے یہ بڑی سعادت کی بات تھی جب ۸/نومبر بروز جمعہ ۲۰۱۹ء کو مولانا عبدالستار سلفی صاحب مدیر کلیۃ التربیۃ السلفیۃ للبنات مدھوپور کی دعوت پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی مدنی حفظہ اللہ وعالم اسلام کی معروف علمی شخصیت اور جماعت اہل حدیث کے عظیم مصنف ومحقق واسکالر فضیلۃ الدکتور عبدالرحمٰن عبدالجبار الفریوائی صبح نو بجے کلیۃ التربیۃ السلفیۃ مدھوپور تشریف لائے۔

ایک مدت سے ہماری دلی خواہش تھی کہ فضیلۃ الدکتور عبدالرحمٰن الفریوائی کو اپنے علاقے کا دورہ کرائیں کیونکہ جماعت کے سبھی بڑے علماء نے اس علاقے کا دورہ کیا ہے، یہاں جماعت کی ایک بہت بڑی آبادی ہے۔ ساتھ ہی تحریک مجاہدین کے تین مراکز دہلی، پٹنہ، دلال پور میں سے ایک مرکز جھارکھنڈ ہی تھا۔ اسی سلسلہ ذہب سے جوڑنے کے لئے محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی کو اس علاقے کا دورہ کرانا تھا۔ درحقیقت ان کو بہت پہلے ہمیں یہاں لانا چاہیے تھا لیکن ہر چیز کے لئے ایک وقت متعین ہے، وما توفیقی الا باللہ، اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی اور وہ بروز جمعہ تشریف لائے۔ امیر محترم کو عیدگاہ جامع مسجد اہل حدیث پتھر چپٹی میں جمعہ کا خطبہ دینا تھا جس کا پہلے سے اعلان کردیا گیا تھا۔ آپ نے جمعہ کا بصیرت افروز خطبہ دیا اور نماز کے بعد احباب جماعت سے ملاقات ہوئی۔ صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ کے ناظم اعلیٰ شیخ عقیل اختر مکی حفظہ اللہ بھی رانچی سے سیدھے ہمارے یہاں تشریف لے آئے تھے۔ احباب سے ملاقات ہوئی اور نماز عصر کے بعد کلیۃ التربیۃ السلفیہ للبنات کی طالبات کا خطابی پروگرام تھا۔ ماشاء اللہ طالبات نے اردو، عربی، ہندی اور انگلش میں بہت عمدہ پروگرام پیش کیا جو مغرب کی نماز تک جاری رہا۔ پھر امیر محترم اور ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی حفظہ اللہ کا ناصحانہ ومشفقانہ خطاب ہوا، انہوں نے بڑی قیمتی باتیں طالبات کو بتلائیں اور پردہ کی اہمیت پر بہت ہی مدلل خطاب کیا۔ مغرب بعد جماعت کی معروف بستی نرائن پور میں جلسہ عام تھا، اس میں امیر محترم اور ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کو خطاب کرنا تھا۔ ناظم اجلاس حافظ قطب الرحمٰن فیضی صاحب بار بار مہمانوں کی آمد کے بارے میں اعلان فرماتے رہے بالآخر پندرہ منٹ بعد مدھوپور سے ہمارا قافلہ مولانا عبدالمالک سلفی، مولانا عبدالعزیز سلفی اور مولانا محمد جرجیس سلفی کی معیت میں نرائن پور پہنچا جہاں مکھیا صاحب ودیگر معززین نے استقبال کیا۔ حافظ وقاری نعمت اللہ سلفی کی تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا، اس کے بعد امیر محترم شیخ اصغر علی مدنی حفظہ اللہ کا پرمغز خطاب ہوا۔ ان کے بعد ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی حفظہ اللہ نے خطاب کیا۔ بہت ہی قیمتی باتیں بتلائیں اور دعوت وتبلیغ کے اسلوب پر پرمغز خطاب کیا، پروگرام کے بعد جامع مسجد میں عشاء کی نماز ادا کی گئی پھر استراحت کے لئے ساڑھے دس بجے کلیۃ التربیۃ السلفیۃ مدھوپور لوٹ آئے۔ رات میں نیند کھلی تو دیکھا ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب فریوائی حفظہ اللہ لیپ ٹاپ پر بیٹھ کر تاریخ اہل حدیث لکھ رہے ہیں۔ میں نے کہا ڈاکٹر صاحب سوئے نہیں۔ انہوں نے جواب دیا کبھی رات میں نیند نہیں آتی تو میں فوراً اٹھ بیٹھتا ہوں اور میز پر آجاتا ہوں اور کام شروع کردیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اے بے خوابی ہم تیرا استقبال کرتے ہیں اور اس طرح میں اپنی قوم وجماعت کی خدمت کرتا رہوں گا۔ دعا ہے کہ رب العالمین ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب فریوائی کی عمر لمبی کرے اور صحت وعافیت سے رکھے تاکہ جماعت کی صحیح تاریخ مرتب فرمادیں۔ آمین! موجودہ دور میں ڈاکٹر صاحب جیسے لوگ جماعت میں بہت کم ہیں اللہ تعالیٰ تادیر ان کا سایہ جماعت پر باقی رکھے ثم آمین۔

۹/نومبر کو امیر محترم شیخ اصغر علی مدنی حفظہ اللہ نے کلیۃ کی مسجد میں فجر کی نماز پڑھائی، نماز بعد بہترین درس قرآن دیا اور چونکہ یہ اہل علم اور طالبان علوم نبوت کی مجلس تھی اس لیے سورہ یوسف کی آیت ''وشهد شاهد من اهلها...... الآية'' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تفصیلی علمی نکات بیان کئے اور قضاء اور عدلیہ سے متعلق متعدد آداب وشرائط اور مواصفات بیان فرمائے۔ آٹھ بجے ہلال الدین ریاضی، مولانا محمد زکریا صاحب فیضی اور مولانا محمد اسحاق ریاضی صاحب (مقیم ریاض سعودی عرب) کے ہمراہ ہمارا قافلہ جماعتی دورے پر نکل پڑا اور مدھوپور سے سیدھے جامعہ عثمانیہ لوہاری گریڈیہہ حافظ وقاری محمد ایوب سلفی کے ادارہ میں پہنچا۔ یہاں امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ جناب مولانا قاری یونس صاحب اثری صاحب مع احباب استقبال کے لئے پہلے سے موجود تھے۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب فریوائی نے ناصحانہ کلمات کہے پھر مختصر وقت میں یہاں سے قافلہ سیدھے جامعہ ابن باز ستلا گانڈے گریڈیہہ پہنچا۔ مزید لوگ قافلہ میں شامل ہوگئے امیر جماعت جھارکھنڈ کی گاڑی سب سے آگے آگے چل رہی تھی، جامعہ ابن باز میں استقبال کے لئے مولانا عبداللہ سلیمان مدنی رئیس جامعہ، مولانا اشفاق سجاد سلفی، مولانا عبدالعلیم مدنی اور دیگر اساتذہ کرام وغیرہ پہلے سے موجود تھے۔ خیر ہم لوگ ادارہ تک پیدل چل کر پہنچے اور لائبریری میں ڈاکٹر صاحب کا خطاب ہوا۔ پھر وہاں سے قافلہ کی شکل میں جامعہ ابن حجر بیلا ٹانڑ گریڈیہہ شیخ انور مدنی کے ادارہ میں پہنچے۔ یہاں بھی امیر محترم اور ڈاکٹر صاحب نے علامہ ابن حجرؒ کے

بارے میں بہت مفید باتیں بتلائیں اوراس کے بعد جماعت کے قدیم ادارہ جامعہ محمدیہ ڈابھا کیند ضلع جامتاڑا پہنچے۔ یہاں سے شیخ انور مدنی وغیرہ قافلہ میں شامل ہوگئے، ستلا سے مولانا اشفاق سلفی اور مولانا عبدالحق منکڈ یہا اور حافظ ایوب سلفی وغیرہ شامل ہوگئے، جامعہ محمدیہ پہنچے تو موجودہ ناظم مولانا اسماعیل رافعی، مولانا محمد اسحاق سلفی سابق ناظم اعلیٰ حاجی نعمت اللہ مونگیا مارنی وغیرہ استقبال کے لئے گیٹ پر کھڑے تھے۔ اندر گئے تو مسجد میں طلبہ بیٹھے ہوئے تھے وہیں پر امیر محترم اور ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب حفظہ اللہ کا خطاب ہوا۔ پھر یہاں سے نکلے اور قافلہ کارواں کی شکل میں جامعہ یوسفیہ منکڈ یہا قاری محمد یونس اثری حفظہ اللہ امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ کے ادارہ میں پہنچا، ظہر کی اذان ہوچکی تھی اس لئے سب سے پہلے نماز ظہر ادا کی گئی اور نماز کے بعد امیر محترم اور ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب حفظہ اللہ کا مسجد میں ہی خطاب ہوا پھر عزیزم ہلال الدین ریاضی کے گاؤں موضع ماتھاسیر جو منکڈ یہا سے متصل ہے ان کے دولت کدہ اوراس کے بعد امیر محترم قاری محمد یونس اثری کے ہمراہ مولانا نذیر احمد بٹ بریا کے گھر تعزیت کے لئے روانہ ہوگئے۔ مولانا نذیر احمد صاحب امیر محترم کے ساتھیوں میں سے تھے اور بہت ہی نیک تھے اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے آمین۔

اس کے بعد ہمارا قافلہ مدرسہ حقانیہ مرکز حدیث بابوڈیہ بٹ بریا ضلع جامتاڑا پہنچا۔ عصر کی نماز ادا کی گئی۔ اس کے بعد امیر محترم اور محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی حفظہ اللہ کا علمی خطاب ہوا اورانہوں نے دعوت وتبلیغ کے فائدے اور اسلوب اچھے انداز میں بیان کئے اور بہت ہی قیمتی باتیں بتلائیں، یہاں لوگ ظہر بعد ہی سے اکٹھا تھے۔ قبل مغرب یہاں سے قافلہ مولانا عبدالرؤف عالیاوی کے ہمراہ ان کے ادارہ المرکز الاسلامی للتعلیم والتربیۃ نارو ڈیہہ جامتاڑا کے لیے روانہ ہوا۔ یہاں بھی طلبہ پہلے سے بیٹھے ہوئے منتظر تھے۔ یہاں بھی امیر محترم اور محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب فریوائی حفظہ اللہ کا پر مغز خطاب ہوا۔ یہاں ان کے مدرسہ کا معائنہ کے بعد قافلہ سیدھا مدھوپور کے لئے روانہ ہوگیا۔ ادھر ۹/تاریخ کو بابری مسجد کا فیصلہ قبل از وقت آجانے کی وجہ سے امیر محترم کے پاس برابر دہلی سے ملی جماعتوں کے ذمہ داران حضرات کا فون آتا رہا وہ دن بھر اس مسئلہ کو لے کر مسلسل لوگوں کے رابطہ میں تھے اوران کو جواب دیتے رہے اور مرکزی جمعیت کی آفس میں ہدایات بھیجتے رہے بالآخر مسلسل فون کے بعد انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان کو صبح ہر حال میں دہلی پہنچنا ہے۔ اور براہ پٹنہ دہلی پہنچنے کے لئے ہم لوگوں نے ان کو بغیر ریزرویشن پنجاب میل میں بیٹھا دیا اور وہ کسی طرح دہلی پہنچے اور میٹنگ میں شریک ہوئے، اللہ تعالی ان کی صحت کو صحیح سلامت رکھے آمین۔ کسی اور آدمی کے بس کا یہ کام نہیں ہے۔ امیر محترم نے محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب حفظہ اللہ اور ہم کو بقیہ دوروں کو مکمل کرنے اور رابطہ میں رہنے کے لئے کہا۔

دس نومبر بروز اتوار ہمارا قافلہ مولانا عبدالمالک سلفی، مولانا عبدالعزیز سلفی، مولانا محمد طیب مدنی، حافظ قطب الرحمٰن فیضی، فضل الرحمٰن صاحب اور حافظ امام الدین اور محمد نعیم سلمہ وغیرہ کے ہمراہ مدرسہ دارالہدی بارہ پنساری ضلع دیوگھر پہنچا۔ یہاں جناب ڈاکٹر محمد یحییٰ صاحب نے پہلے سے لوگوں کو اکٹھا کر رکھا تھا، تلاوت کلام پاک کے بعد ناظم استقبالیہ حافظ قطب الرحمٰن فیضی نے جناب ڈاکٹر عبدالرحیم سلفی سے سپاس نامہ پیش کرنے کا اعلان کیا۔ سپاس نامہ کے بعد ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب فریوائی حفظہ اللہ نے بھی دل کھول کر جماعت کی ایسی تاریخ بیان کی کہ سامعین عش عش کرتے رہے۔ انہوں نے خیرکم من تعلم القرآن وعلمه کے تحت علم سے متعلق مبسوط خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ صحابہ کرامؓ نے نبی اکرم ﷺ سے کس طرح علم سیکھا اوراس کو دنیا میں کس طرح پھیلایا اور حدیث لکھنے کا حکم نبی اکرم ﷺ نے بعض صحابہ کو اپنی زندگی ہی میں دیدیا تھا اور صحابہؓ لکھتے رہے۔ اورانہوں نے بڑی تفصیل سے نبی اکرم ﷺ کے عہد سے لے کر آج تک ہندوستان میں منہج اہل حدیث کے نشر واشاعت اور ترویج پر روشنی ڈالی اور کہا کہ عہد نبوی ﷺ میں ہی صحابہ کرام کا ایک قافلہ کیرالا کی سرزمین پہ اترا اوراس طرح اسلام کی دعوت وتبلیغ سرزمین ہند میں شروع ہوئی، انہوں نے کہا کہ چوتھی صدی عیسوی تک صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، قرآن وحدیث پر عمل کرتے رہے اور چوتھی صدی کے بعد تقلید وغیرہ کا عمل شروع ہوا۔ اس سے قبل اس کا وجود نہیں تھا۔ پھر بارہ پنساری سے قافلہ چاند ڈیہہ دیوگھر کے لئے روانہ ہوا، وہاں جناب قمرالدین صاحب اور جماعت کے ذمہ داران حضرات پہلے سے مسجد کے صحن میں موجود تھے۔ ہم لوگ سیدھے مسجد گئے اور ڈاکٹر صاحب نے عوام کو جماعت سے جڑے رہنے اور اتفاق واتحاد کے ساتھ رہنے کی افادیت سے آگاہ کیا اور نماز کی پابندی وغیرہ کے متعلق سے بہت سی مفید باتیں بتلائیں۔ اس کے بعد قافلہ ڈاکٹر محمد یحییٰ صاحب وغیرہ کی معیت میں جامعہ رحمانیہ مدھوپور پہنچا۔ طلبہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب فریوائی نے طلبہ سے علم کے متعلق خطاب کیا اور خطاب کے بعد جامعہ رحمانیہ کا معائنہ کرتے ہوئے قیام گاہ میں تشریف لے آئے۔

دس نومبر بروز اتوار ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب حفظہ اللہ مدھوپور ہی میں رہے۔ شام کو جماعت کے بہت سارے احباب ڈاکٹر صاحب کو رخصت کرنے کے لئے کلیۃ التربیۃ السّلفیہ تشریف لائے ہوئے تھے۔

۱۱/نومبر بروز سوموار صبح آٹھ بجے مولانا عبدالعزیز سلفی اور حافظ امام الدین وغیرہ کلیہ میں تشریف لائے۔ ہم لوگ پہلے سے تیار تھے اور سلیا کے لئے روانہ ہوگئے، سلیا نرائن پور سے متصل ہے اور مدھوپور سے تقریبا چھ سات کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔ وہاں مدرسہ مصباح العلوم اور انگلش میڈیم اسکول کا معائنہ ہوا اور ڈاکٹر صاحب نے طلبہ واساتذہ کو نصیحتیں کیں۔ اس کے بعد ہم مدھوپور واپس آگئے اور بارہ بجے پوروا ایکسپریس سے دہلی کے لئے روانہ ہوگئے اور بارہ نومبر صبح نو بجے صحیح وسلامت، بخیر وعافیت نئی دہلی پہنچ گئے۔ الحمدللہ علی ذلک (عبدالستار محمد اسلام السّلفی، مدیر کلیۃ التربیۃ السلفیہ للبنات مدھوپور جھارکھنڈ وامیر صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی)

یک روزہ دورہ علمیہ کا انعقاد: شہری جمعیت اہل حدیث حیدرآباد وسکندرآباد کے زیراہتمام مورخہ ۲۹/دسمبر ۲۰۱۹ء بروز اتوار صبح ۹/بجے تا اذان مغرب بمقام مسجد محمدیہ لنگرحوض ''شرح اسماء اللہ الحسنیٰ'' کے عنوان پر یک روزہ دورہ علمیہ منعقد ہوا۔ یہ جمعیت کے تحت منعقد ہونے والا ۱۴۱/واں دورہ علمیہ تھا جبکہ اس سے قبل گاہے بگاہے مختلف عناوین وکتابوں پر علمی دورے منعقد ہوتے رہے ہیں۔الحمدللہ علی ذلک۔اس دورہ کے دو مدرس تھے پہلے مدرس فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر آر کے نورمحمد عمری مدنی تھے، جنہوں نے دونشستوں میں کل (۱۰۴) اسمائے حسنی کے معانی بتائے اور تشریح کی اور دوسرے مدرس فضیلۃ الشیخ طہٰ سعید خالد عمری مدنی تھے جنہوں نے ایک نشست میں اسماء وصفات کے قواعد پر روشنی ڈالی۔ مشارکین ومشارکات کی تعداد بارہ سو(۱۲۰۰) افراد سے متجاوز تھی جوشروع سے آخر تک تینوں نشستوں میں سنجیدگی ومتانت کے ساتھ بیٹھے رہے اوراہم اہم نکات کو اپنی اپنی کاپیوں میں نوٹ بھی کرتے رہے۔ سابقہ دوروں کی طرح اس دورہ میں بھی مشارکین ومشارکات کو تدریسی مواد کتاب کی شکل میں دیا گیا۔دورہ کے آغاز سے پہلے افتتاحی پروگرام اوردورہ کے اختتام کے بعداختتامی پروگرام بھی رکھا گیا تھا جس سے امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث تلنگانہ وناظم جمعیت اہل حدیث حیدرآباد وسکندرآباد ،فضیلۃ الشیخ آصف عمری، امیر جمعیت اہل حدیث حیدرآباد وسکندرآباد فضیلۃ الشیخ شفیق عالم خان جامعی، سابق امیر جمعیت اہل حدیث تلنگانہ فضیلۃ الشیخ عبدالرحیم مکی، امیر جمعیت اہل حدیث صوبہ اڈیشہ فضیلۃ الشیخ طہٰ سعید خالد مدنی اورفضیلۃ الشیخ خلیل اللہ عمری نے بھی مشارکین ومشارکات سے خطاب کیا اوراس علمی دورہ اورموضوع کی اہمیت وضرورت کوواضح کیا اور دورہ کی کتاب ''شرح اسماء اللہ الحسنی'' کی رسم اجراء بھی ہوئی۔ واضح رہے کہ جمعیت کے شعبہ تعلیم وتربیت کے تحت ہراتوار دورہ شرعیہ مختلف مسجدوں میں اور ہر تین مہینوں میں ایک بار دورہ علمیہ اورمسابقہ دینیہ کا انعقاد ہوتا ہے جس کے مشرف فضیلۃ الشیخ طہٰ سعید خالد مدنی اورمنتظم فضیلۃ الشیخ خلیل اللہ عمری ہیں۔ دورہ کے اختتام پر تمام مشارکین ومشارکات کوسند شرکت دی گئی اور دوہفتوں کے بعد ۱۲/جنوری ۲۰۲۰ءاتوار کواس دورہ کی کتاب پر مسابقہ کا اعلان کیا گیا۔مغرب سے پہلے یہ دورہ انتہائی کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔والحمدللہ بنعمتہ تتم الصالحات۔(مرسلہ: شفیق عالم خان جامعی، امیر شہری جمعیت اہل حدیث حیدرآباد وسکندرآباد)

صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب کا انتخاب:

صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب کی ایک انتخابی میٹنگ بتاریخ ۲۹/دسمبر ۲۰۱۴ء بروز اتوار صبح ۱۱/بجے جامع مسجد اہل حدیث مالیر کوٹلہ، پنجاب میں منعقد کی گئی۔جس میں مالیر کوٹلہ کے علاوہ امرتسر، لدھیانہ، احمد گڑھ وغیرہ سے اراکین شوریٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز حافظ محمد اسلم صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔اس کے بعد کارگذار ناظم اعلیٰ جناب منصور عالم نے صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب کی سرگرمیوں اورکارگذاریوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ پچھلے کچھ عرصے سے جمعیت اہل حدیث پنجاب کی برگزیدہ اورمقتدر شخصیات اس دارفانی سے کوچ کرگئیں۔ ان میں مولانا عبدالوہاب خلجی، ڈاکٹر عبدالدیان انصاری ، حاجی عبدالرشید اورجناب محمد اویس صاحب کے منجھلے بھائی جناب محمد زیدصاحب شامل ہیں۔ان مرحومین کی جماعت وجمعیت کے تئیں خدمات کوسراہا گیا اوران کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کی گئی۔

اس انتخابی میٹنگ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی طرف سے جناب حافظ محمد عبدالقیوم صاحب نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہندوسابق ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث حیدرآباد تلنگانہ کوبحیثیت مشاہد اور ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی صاحب، شعبہ تنظیم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کوبطور معاون مشاہد پنجاب بھیجا گیا تاکہ ان کی زیرنگرانی صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب کا انتخابی عمل بحسن وخوبی ہوسکے۔ دہلی سے تشریف لائے ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی صاحب کواظہار خیال کے لئے زحمت دی گئی۔ انہوں نے مختصر وقت میں تنظیمی ذمہ داریوں اوراتحاد واتفاق پر بہت اچھے پیرائے میں اپنی باتیں رکھیں۔نوجوانوں کو دینی اوراخلاقی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں خصوصا فرسودہ رسومات، بدعات اور شرک سے بچنے کی تلقین فرمائی۔اللہ اوراللہ کے رسول ﷺ کا بتایا ہوا طریقہ ہی صحیح طریقہ ہے۔ہم سبھی کوان راستوں پر ہی چلنا چاہیے۔

جناب حافظ عبدالقیوم صاحب (مرکزی مشاہد) کوبھی اپنے خیالات رکھنے کی زحمت دی گئی۔انہوں نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ مذہبی تنظیموں کے عہدیداروں اورذمہ داروں پر یہ اخلاقی ذمہ داری عائد ہوئی ہے کہ وہ معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں اورفرسودہ رسومات کا سدباب کریں۔آج معاشرے میں امت مسلمہ کواتحاد واتفاق کی اشد ضرورت ہے۔پھر دہلی سے تشریف لائے مشاہدین کی موجودگی میں ایک تین رکنی انتخابی بورڈ کی تشکیل کی گئی تاکہ اس بورڈ کی زیرنگرانی انتخابی عمل مکمل ہو۔ اس انتخابی بورڈ میں جناب اشتیاق صاحب، جناب محمد عرفان بشیر صاحب اور جناب شاہد حلیم شامل تھے۔انتخاب کا عمل شروع ہوا۔

سب سے پہلے امیر کے عہدے کے لئے جناب مشتاق احمد صدیقی صاحب کا نام پیش کیا گیا۔اور دوممبران نے کھڑے ہوکران کے نام کی تائید کی۔امیر کے لئے دواورنام جناب اشتیاق صاحب اورجناب اقبال صاحب کے پیش کئے گئے۔لیکن دونوں حضرات جناب مشتاق احمد صدیقی کے حق میں دستبردار ہوگئے۔اس طرح مشتاق احمد صدیقی صاحب امیر منتخب ہوئے۔ناظم اعلیٰ کے لئے جناب منصور عالم کا نام پیش کیا گیا۔سارے موجود ممبران نے ان کے نام کی تائید کی۔خازن کے لئے جناب عرفان انجم کا نام پیش کیا گیا۔انہیں بھی اتفاق رائے سے چن لیا گیا۔آخر میں انتخابی بورڈ کے ممبر جناب محمد عرفان بشیر نے نومنتخب عہدیداران کا باقاعدہ اعلان کیا۔

انہوں نے مبارک باد کے ساتھ انہیں نئی ذمہ داریوں کا احساس بھی دلایا۔ آخر میں یہ انتخابی میٹنگ دعائیہ کلمات کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ (منصور عالم ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب)

انتقال پر ملال: یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ ضلعی جمعیت اہلحدیث چھپرہ بہار کے نائب امیر جناب قمرالدین انصاری ایس ڈی او صاحب کا طویل علالت کے بعد مورخہ ۵/دسمبر ۲۰۱۹ء کو صبح ساڑھے سات بجے آبائی وطن چھپرہ میں انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم انتہائی نیک، پرہیزگار، پابند شرع مخلص اور دردمند انسان تھے۔ سخاوت و فیاضی میں بے مثال خصوصا مدارس و مساجد اور دیگر مستحقین کی ہمیشہ مدد کرنے والے شخص تھے۔ جماعت و جمعیت کے کاز سے کافی دلچسپی رکھنے والے ،علماء کے قدرداں اور بہت سے خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کے جنازے کی نماز اگلے دن مرکزی جامع مسجد اہل حدیث کھنواں، چھپرہ میں ادا کی گئی اور تدفین تکیہ، تلپا قبرستان میں ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کی نیکیوں کو قبول کرے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین (شریک غم: اصغر علی امام مہدی سلفی)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کارکن محمد رئیس فیضی کے چچا کا انتقال: یہ خبر نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے کارکن محمد رئیس فیضی کے چچا جناب شوکت علی صاحب کا مورخہ ۳۱/دسمبر ۲۰۱۹ کی رات نو بجے آبائی وطن بسٹھا مغربی چمپارن بہار میں طویل علالت کے بعد بعمر ۷۵ سال انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم وصلوۃ کے حد درجہ پابند تھے۔ اور گاؤں کے مکتب میں بچوں کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ گھر سے صبح نکلتے تھے تو عموماً شام کو ہی لوٹتے تھے زیادہ تر وقت مسجد اور اس کے اردگرد گزرتا تھا۔ جماعتی کاز سے دلچسپی رکھتے تھے اور پروگراموں میں شریک ہوتے تھے۔ پندرہ روز قبل فالج کا اٹیک ہوا تھا جس کی وجہ سے کھانا پینا بند ہوگیا تھا۔ علاج کے باوجود جانبر نہ ہوسکے۔ اگلے دن یکم جنوری ۲۰۲۰ء کو بعد نماز ظہران کی تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں ۴/ بیٹے شمیم احمد، نسیم احمد، عظیم احمد اور محمد موسیٰ اور پانچ لڑکیاں اور پوتے پوتی نواسے نواسیاں ہیں۔ واضح رہے کہ مولانا محمد رئیس فیضی کے والد محترم امجد علی صاحب اور چچا شیخ مقیم صاحب پہلے ہی دارفانی سے رخصت کر گئے تھے۔ منجھلے چچا جناب شوکت علی صاحب کی موت سے ان کو کافی دلی صدمہ پہنچا ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی و دیگر ذمہ داران و کارکنان نے ان سے اور دیگر پسماندگان سے قلبی تعزیت کی ہے۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔ احباب جماعت اور عامۃ المسلمین سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ (ادارہ)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کارکن کو صدمہ: یہ خبر نہایت ہی افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کارکن ابوالخیر کے والد محترم جناب محمد ابراہیم انصاری کا مورخہ ۴/جنوری ۲۰۲۰ء کو فالج کے اٹیک کی وجہ سے آبائی وطن چھوٹا کدمہ، صاحب گنج، جھارکھنڈ میں بعمر تقریباً ۵۵ سال انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اگلے دن بعد نماز ظہران کی تجہیز وتدفین عمل میں آئی۔

مرحوم صوم وصلاۃ کے پابند اور خوش اخلاق آدمی تھے۔ جماعتی کاموں سے دلچسپی رکھتے تھے اور جماعتی پروگراموں میں شریک ہوتے تھے۔ پسماندگان میں بیوہ، ابوالخیر سمیت دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی و دیگر ذمہ داران و جملہ کارکنان ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ احباب جماعت اور عامۃ المسلمین سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ (ادارہ)

انتقال پر ملال: نہایت رنج وافسوس کے ساتھ یہ خبر سنی گئی کہ جامعہ سلفیہ بنارس یوپی کے استاذ مولانا عبدالکبیر مدنی صاحب کی والدہ ماجدہ اور مشہور جراح ومعالج جناب عبدالقوی مرحوم کی اہلیہ محترمہ کا مورخہ ۱۲/جنوری ۲۰۲۰ء کی صبح آبائی وطن مبارک پور اعظم گڑھ یوپی میں بعمر تقریبا ۸۲ سال انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اگلے دن مبارک پور میں ان کی تجہیز وتدفین عمل میں آئی۔

مرحومہ نہایت نیک اور خوش اخلاق خاتون، معروف علمی خانوادہ شیخ الحدیث مبارک پوری رحمہ اللہ کی چشم و چراغ اور مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے سابق نائب امیر ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس رحمہ اللہ کی سب سے بڑی بھابھی تھیں اور پورے خاندان میں بہت محترم اور ماں کے درجے میں سمجھی جاتی تھیں۔ مولانا آزاد رحمانی رحمہ اللہ ان کے سگے پھوپھا ہوتے تھے۔ پسماندگان میں مولانا عبدالکبیر مدنی صاحب کے علاوہ دو بیٹے مولانا مصلح الدین ریاضی اور مولانا صلاح الدین سلفی صاحبان اور عالمہ فاضلہ دو بیٹیاں اور پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کی مکین بنائے اور پسماندگان خصوصا مولانا عبدالکبیر مدنی صاحب اور ان کے بھائیوں اور بہنوں اور اعزہ واقارب کو صبر وسلوان عطا کرے۔ آمین (شریک غم: اصغر علی امام مہدی سلفی)

(مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر، ناظم عمومی، ناظم مالیات اور جملہ ذمہ داران و کارکنان نے مذکورہ مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا ہے)

☆☆☆

اہل حدیث کمپلیکس اوراہل حدیث منزل کے دونوں تاریخی اور عظیم تعمیری کاموں کے سلسلہ میں

ایک اعلیٰ سطحی وفد متعدد صوبوں کے دورے پر۔ ان شاءاللہ

احباب جماعت اور ہمدردانِ قوم وملت کو معلوم ہے کہ اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی اوراہل حدیث منزل جامع مسجد دہلی میں دو عظیم الشان تاریخی بلڈنگوں کی تعمیر کا کام جاری ہے۔اس سلسلہ میں الحمدللہ اہل حدیث کمپلیکس کے عظیم تعمیری پروجیکٹ کی دوسری منزل کی تسقیف (ڈھلائی) کا کام ہونے والا ہے اوراُردو بازار میں اہل حدیث منزل کی تیسری منزل تک کی تعمیر کا کام مکمل ہوا چاہتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے فضل وتوفیق کے بعد محسنین جماعت وجمعیت کی سخاوت وفیاضی کے مرہون منت ہے۔مزید تعاون کے لیے احباب جماعت صوبائی جمعیات سے تنسیق کے بعد مساجد میں باضابطہ ومسلسل اعلان کریں۔اور مندرجہ ذیل اکاؤنٹ میں رقوم ارسال فرمائیں۔

عنقریب ہی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا ایک اعلیٰ سطحی وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہورہا ہے۔اس عظیم اور تاریخی خیر کے کام میں اپنا بھرپور حصہ اور کردار ادا کر کے مشکور وماجور ہوں۔

نوٹ:اس سلسلہ میں متعلقہ صوبوں کے ذمہ داران واعیان کو اطلاع کردی گئی ہے۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292